﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 18 | جمعۃ المبارک یکم جولائی 2011ء — 28 رجب 1432 ہجری قمری ❁ یکم وفا 1390 ہجری شمسی | شمارہ 26

اللہ کے گھروں کی صفائی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امّت مسلمہ کو گھروں اور محلّوں میں مساجد تعمیر کرنے اور انہیں صاف ستھرا اور خوشبودار رکھنے کا حکم دیا ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب اتخاذ المساجد فی الدور حدیث نمبر 384)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

اس زمانہ میں مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ وہ تدبیریں تو کرتے ہیں مگر دعا سے غفلت کی جاتی ہے بلکہ اسباب پرستی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ تدابیر دنیا ہی کو خدا بنالیا گیا ہے اور دُعا پر ہنسی کی جاتی ہے اور اس کو ایک فضول شئے قرار دیا جاتا ہے۔ یہ سارا اثر یورپ کی تقلید سے ہوا ہے۔ یہ خطرناک زہر ہے جو دنیا میں پھیل رہا ہے۔

حاجت روا اور مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک تھی۔ مگر اب جس قبر کو دیکھو وہ حاجت روا ٹھہرائی گئی ہے۔

خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ اسی لئے قائم کیا ہے تا دنیا کو خدا تعالیٰ کی معرفت ہو اور دعا کی حقیقت اور اس کے اثر سے اطلاع ملے۔

’’8 جنوری 1904ء بعد نماز جمعہ۔

گلستان میں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کارِ دنیا کسے تمام نہ کرد۔ گناہ اور غفلت سے پرہیز کے لیے اس قدر تدبیر کی ضرورت ہے جو حق ہے تدبیر کا۔ اس قدر دُعا کرے جو حق ہے دُعا کا۔ جب تک یہ دونوں اس درجہ پر نہ ہوں اس وقت تک انسان تقویٰ کا درجہ حاصل نہیں کرتا اور پورا متقی نہیں بنتا۔ اگر صرف دُعا کرتا ہے اور خود کوئی تدبیر نہیں کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا امتحان کرتا ہے۔ یہ سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا امتحان نہیں کرنا چاہئے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک زمیندار اپنی زمین میں تردد تو نہیں کرتا اور بدوں کاشت کے دُعا کرتا ہے کہ اس میں غلّہ پیدا ہو جائے۔ وہ حقِّ تدبیر کو چھوڑتا ہے اور خدا تعالیٰ کا امتحان کرتا ہے۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور اسی طرح پر جو شخص صرف تدبیر کرتا ہے اور اسی پر بھروسہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے دُعا نہیں مانگتا وہ ملحد ہے۔

جیسے پہلا آدمی جو صرف دُعا کرتا ہے اور تدبیر نہیں کرتا وہ خطا کار ہے۔ اسی طرح پر یہ دوسرا جو تدبیر ہی کو کافی سمجھتا ہے وہ ملحد ہے۔ مگر تدبیر اور دُعا دونو باہم ملا دینا اسلام ہے۔ اسی واسطے میں نے کہا ہے کہ گناہ اور غفلت سے بچنے کے لیے اس قدر تدبیر کرے جو تدبیر کا حق ہے اور اس قدر دُعا کرے جو دُعا کا حق ہے۔ اسی واسطے قرآن شریف کی پہلی ہی سورۃ فاتحہ میں ان دونو باتوں کو مدِنظر رکھ کر فرمایا ہے: اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (الفاتحہ:5)۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ اسی اصل تدبیر کو بتاتا ہے اور مقدم اس کو کیا ہے کہ پہلے انسان رعایتِ اسباب اور تدبیر کا حق ادا کرے مگر اس کے ساتھ ہی دُعا کے پہلو کو چھوڑ نہ دے بلکہ تدبیر کے ساتھ ہی اس کو مدنظر رکھے۔

مومن جب اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہتا ہے کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تو معاً اس کے دل میں گزرتا ہے کہ میں کیا چیز ہوں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں جب تک اس کا فضل اور کرم نہ ہو۔ اس لیے وہ معاً کہتا ہے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ مدد بھی تجھ ہی سے چاہتے ہیں۔ یہ ایک نازک مسئلہ ہے جس کو بجز اسلام کے اَور کسی مذہب نے نہیں سمجھا۔ اسلام ہی نے اس کو سمجھا ہے۔ عیسائی مذہب کا تو ایسا حال ہے کہ اس نے ایک عاجز انسان کے خون پر بھروسہ کرلیا اور انسان کو خدا بنا رکھا ہے۔ ان میں دعا کے لیے وہ جوش اور اضطراب ہی کب پیدا ہو سکتا ہے جو دُعا کے ضروری اجزاء ہیں۔ وہ تو انشاء اللہ کہنا بھی گناہ سمجھتے ہیں۔ لیکن مومن کی روح ایک لحظہ کے لیے بھی گوارا نہیں کرتی کہ وہ کوئی بات کرے اور انشاء اللہ ساتھ نہ کہے۔ پس اسلام کے لیے یہ ضروری امر ہے کہ اس میں داخل ہونے والا اس اصل کو مضبوط پکڑ لے۔ تدبیر بھی کرے اور مشکلات کے لیے دُعا بھی کرے اور کراوے۔ اگر ان دونو پلڑوں میں سے کوئی ایک ہلکا ہے تو کام نہیں چلتا ہے اس لئے ہر ایک مومن کے واسطے ضروری ہے کہ اس پر عمل کرے۔ مگر اس زمانہ میں مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ وہ تدبیریں تو کرتے ہیں مگر دُعا سے غفلت کی جاتی ہے بلکہ اسباب پرستی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ تدابیر دنیا ہی کو خدا بنالیا گیا ہے اور دُعا پر ہنسی کی جاتی ہے اور اس کو ایک فضول شئے قرار دیا جاتا ہے۔ یہ سارا اثر یورپ کی تقلید سے ہوا ہے۔ یہ خطرناک زہر ہے جو دنیا میں پھیل رہا ہے مگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس زہر کو دُور کرے چنانچہ یہ سلسلہ اس نے اسی لئے قائم کیا ہے۔ تا دنیا کو خدا تعالیٰ کی معرفت ہو اور دعا کی حقیقت اور اس کے اثر سے اطلاع ملے۔

بعض لوگ اس قسم کے بھی ہیں جو بظاہر دعا بھی کرتے ہیں مگر اس کے فیوض اور ثمرات سے بے بہرہ رہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ آداب الدعاء سے ناواقف ہوتے ہیں اور دعا کے اثر اور نتیجہ کے لیے بہت جلدی کرتے ہیں اور آخر تھک کر رہ جاتے ہیں حالانکہ یہ طریق ٹھیک نہیں ہے۔ پس کچھ تو پہلے ہی زمانہ کے اثر اور رنگ سے اسباب پرستی ہو گئی ہے اور دعا سے غفلت عام ہو گئی۔ خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں رہا۔ نیکیوں کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی اور کچھ ناواقفی اور جہالت نے تباہی کر رکھی ہے کہ حق کو چھوڑ کر صراط مستقیم کو چھوڑ کر اَور اَور طریقے اور راہ ایجاد کر لئے ہیں جس کی وجہ سے لوگ بھٹکتے پھر رہے ہیں اور کامیاب نہیں ہوتے۔

سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ جس سے دُعا کرتا ہے اس پر کامل ایمان ہو۔ اس کو موجود، سمیع، بصیر، خبیر، علیم، متصرف، قادر سمجھے اور اس کی ہستی پر ایمان رکھے کہ وہ دُعاؤں کو سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔ مگر کیا کروں کس کو سناؤں۔ اب اسلام میں مشکلات ہی اَور آپڑی ہیں کہ جو محبت خدا تعالیٰ سے کرنی چاہئے وہ دوسروں سے کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کا رُتبہ انسانوں اور مُردوں کو دیتے ہیں۔ حاجت روا اور مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک تھی۔ مگر اب جس قبر کو دیکھو وہ حاجت روا ٹھہرائی گئی ہے۔ مَیں اس حالت کو دیکھتا ہوں تو دل میں درد اُٹھتا ہے مگر کیا کہیں کس کو جا کر سنائیں۔

دیکھو قبر پر ایک شخص بیس برس بھی بیٹھا ہوا پکارتا رہے تو اس قبر سے کوئی آواز نہیں آئے گی مگر مسلمان ہیں کہ قبروں پر جاتے ہیں اور اُن سے مرادیں مانگتے ہیں۔ میں کہتا ہوں وہ قبر خواہ کسی کی بھی ہو اس سے کوئی مراد بَر نہیں آسکتی۔ حاجت روا اور مشکل کُشا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اور کوئی اس صفت کا موصوف نہیں۔ قبر سے کسی آواز کی اُمید مت رکھو۔ برخلاف اس کے اگر اللہ تعالیٰ کو اخلاص اور ایمان کے ساتھ دن میں دس مرتبہ بھی پکارو تو میں یقین رکھتا ہوں اور میرا اپنا تجربہ ہے کہ وہ دس دفعہ ہی آواز سنتا اور دس ہی دفعہ جواب دیتا ہے لیکن یہ شرط ہے کہ پکارے اس طرح پر جو پکارنے کا حق ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 522-521۔ ایڈیشن 2003ء)

اسلامی تعلیمات کو سمجھنے کے لئے سب سے اہم ذریعہ تعلیم قرآن کریم ہے۔ روزانہ باقاعدہ تلاوت قرآن کریم اور پھر ترجمہ سمجھنا، نوٹس بنانا، تفسیر کو پڑھنا چاہئے۔ تفسیر قرآن کریم اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں مہیا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھیں۔ اگر آپ ان ذرائع سے علم حاصل کریں گی تو یہ آپ کی تربیت کا ذریعہ بن جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے جب تک تعلق پیدا نہ ہو کوئی تعلیم کام نہیں آئے گی۔ تعلیم برائے تعلیم بے مقصد ہے جب تک تضرّع سے کی گئی دعا ساتھ نہ ہو۔ آپ کے عمل ایسے ہوں کہ آپ مشعل کی طرح چمکیں اور روشنی پھیلائیں۔ اگر یہ ہوگا تو آپ میری اور آئندہ خلفاء کی فکر دُور کرنے والی ہوں گی کہ آئندہ نسلیں محفوظ ہاتھوں میں ہیں۔

چھوٹی بچیاں جس طرح اسکول کا دیا ہوا نصاب یاد کرتی ہیں اسی طرح دین سیکھنے کے لئے بھرپور کوشش کریں۔ نماز کبھی نہ چھوڑیں۔ قرآن کریم روزانہ پڑھیں۔ والدین کا کہنا ہمیشہ مانیں۔ دوسرے بہن بھائیوں کے لئے نمونہ بنیں۔ تربیتی کلاسوں وغیرہ میں واضح طور پر محسوس ہو جائے کہ آپ کے اخلاق اعلیٰ معیار کے ہیں۔

(جماعت احمدیہ UK کے زیر اہتمام منعقدہ واقفات نو برطانیہ کے ایک روزہ اجتماع میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت اور اختتامی خطاب میں واقفات نو کو نہایت اہم زرّیں نصائح)

(رپورٹ: حامدہ سنوری فاروقی)

(یکم مئی 2011ء۔ طاہر ہال بیت الفتوح لندن) برطانیہ کی واقفات نو کا ایک روزہ اجتماع اتوار یکم مئی 2011ء کو طاہر ہال مسجد بیت الفتوح میں منعقد ہوا۔ اس میں برطانیہ کے طول وعرض سے تمام مجالس کی طرف سے 458 واقعات نو حاضر ہوئیں۔ رجسٹریشن کے بعد صبح دس بج کر دس منٹ پر کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا۔ محترمہ زاہدہ بشیر صاحبہ قائمقام صدر لجنہ برطانیہ نے وقف نو کی اہمیت، خلافت احمدیہ اور نظام جماعت کے بارہ میں تقریر کی۔ اس کے بعد نصاب کے مطابق ٹیسٹ لیا گیا جس میں پچاس فیصد سے زیادہ بچیوں نے تسلّی بخش نمبر حاصل کئے۔ عمر کے مطابق بنائے گئے گروپس میں بچیوں نے مختلف علمی پروگراموں میں حصہ لیا۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس اختتامی تقریب میں شمولیت کے لئے تشریف لائے اور واقفات نَو کو اپنی زرّیں نصائح سے نوازا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری پر اختتامی اجلاس کی کارروائی قرآن پاک کی تلاوت سے شروع کی گئی۔ تلاوت کے لئے سورۃ آل عمران کی آیات 37-36 کا انتخاب کیا گیا تھا۔ پھر واقفات نو نے قصیدہ پیش کیا جس کے بعد حضور انور نے خطاب فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ کا خطاب انگریزی زبان میں تھا۔ ذیل میں اس خطاب کا خلاصہ ہدیۂ قارئین ہے۔

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

حضور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ اپنے واقفات نو کے اجتماع کے لئے جمع ہوئی ہیں۔ مجھے امید ہے اور میری دعا ہے کہ آپ سب اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گی۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ ایک بہت اہم چیز جو آپ سب کو یادرکھنی چاہئے، جس کے بارہ میں پہلے بھی مَیں کہہ چکا ہوں، وہ یہ ہے کہ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے آپ کے والدین نے آپ کی زندگی وقف کرنے کا عہد کیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس خیال کے ساتھ کہ جماعت کو آئندہ بہت بڑی تعداد میں خدمتگاروں کی ضرورت ہوگی اور چند سو لوگ کافی نہیں ہوں گے، یہ سکیم شروع کی تھی اور آپ کے والدین نے اُسی طرح عہد کیا تھا جیسا کہ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ نے بچے کی پیدائش سے پہلے کیا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سورۃ آل عمران کی جو آیات (37-36) شروع میں تلاوت کی گئی ہیں ان میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح حضرت مریمؑ کی والدہ نے دعا کی۔ ابھی اس کا ترجمہ بھی آپ نے سنا کہ انہوں نے عرض کیا کہ ''اے میرے ربّ! جو کچھ بھی میرے پیٹ میں ہے یقیناً وہ مَیں نے تیری نذر کر دیا''۔ اسی طرح انہوں نے کہا کہ ''اے میرے ربّ! میں نے تو بچی کو جنم دیا ہے جبکہ اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ اُس نے کس چیز کو جنم دیا تھا اور نر مادہ کی طرح نہیں ہوتا''۔ یعنی ایسا کام جو لڑکی کر سکتی تھی لڑکا نہیں کر سکتا۔ حضرت مریمؑ کو ایسا اعلیٰ مقام عطا کیا گیا کہ انہیں نبی کو جنم دینے کی سعادت ملی۔ تمام انبیاء کو اسی طرح عورتوں نے ہی جنم دیا تھا۔

حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم میں دو عورتوں کا ذکر ملتا ہے۔ ایک حضرت مریمؑ اور دوسرے فرعون کی بیوی۔ فرعون کے مظالم کے باوجود فرعون کی بیوی خدا تعالیٰ کی طرف جھکی۔ ان دونوں نے ہر قسم کی برائیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی اور دونوں نے اپنی عزت کی حفاظت کی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اِن دونوں عورتوں کو مثال کے طور پر بیان فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ بہت سی احمدی عورتوں کو تو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ بیٹا پیدا ہونے والا ہے یا بیٹی مگر اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔ واقفات نَو اسی طرح پیدا ہوئی ہیں اور واقفین لڑکے بھی۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کی ماؤں نے یہ عہد کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ فضل کیا ہے۔ آپ میں سے بہت سی اب بلوغت تک پہنچ گئی ہیں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ آپ کو یہ احساس ہو جانا چاہئے کہ جو عہد آپ کے والدین نے کیا تھا اب جبکہ آپ پندرہ سال کی ہو گئی ہیں، آپ کو بذات خود اس عہد کی تجدید کرنی ہوگی۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک نکتہ جو بہت دفعہ مَیں نے یاد کروایا ہے وہ یہ ہے کہ آپ میں سے پندرہ سال سے اوپر لڑکیاں اس عہد کی تجدید کریں مگر صرف تجدید کرنا ہی کافی نہیں۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ آپ پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے پچھلے سال لجنہ برطانیہ کے اجتماع پر حضرت اُمّ عمارہؓ کی مثال دی تھی۔ وہ جنگ میں زخمیوں کی مرہم پٹی کر رہی تھیں۔ میدان اُحد میں وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے آنحضورؐ کے سامنے کھڑی ہو گئیں۔ حضرت اُمّ عمارہؓ نے نہایت بہادری کا مظاہرہ کیا جو مَردوں کے لئے بھی مشکل تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی اِس بارہ میں تعریف فرمائی۔ ہر احمدی عورت اور وقف زندگی فرد کی بہت بڑی ذمّہ داری ہے۔ اِس زمانہ میں کوشش کرنی چاہئے کہ احمدی خاتون کا کردار نمایاں ہو۔ اور اعلیٰ کردار کی مسلمان عورتیں اسلام کی صحیح نمائندگی کرنے والی ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ میری دعا ہے کہ آپ پر جو ذمہ داریاں واقفاتِ نو ہونے کی حیثیت سے عائد ہوتی ہیں آپ انہیں پورا کرنے کی توفیق پائیں۔ آپ پر جو ذِمّہ داری ہے وہی ہے جو اُن نیک خواتین حضرت مریمؑ اور فرعون کی بیوی نے ادا کی تھیں۔ سب سے اہم فرض آپ پر نیک زندگی گزارنا ہے۔ اب آپ اُس عمر کو پہنچ گئی ہیں کہ سمجھ سکتی ہیں کہ آپ کی ذِمّہ داریاں کیا تھیں۔ سب سے اوّل تو اسلامی تعلیمات کو سمجھنا ہے۔ بغیر سمجھے آپ خود بھی صحیح طور پر عمل نہیں کر سکتیں اور نہ ہی اگلی نسل کو راہنمائی دے سکتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ سب سے اہم ذریعہ تعلیم قرآن کریم ہے۔ روزانہ باقاعدہ تلاوت قرآن کریم اور پھر ترجمہ سمجھنا، نوٹس بنانا، تفسیر کو پڑھنا چاہئے۔ تفسیر قرآن کریم اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں مہیا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ہیں۔ جو کتابیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی کے آخری زمانہ میں تحریر فرمائیں وہ پڑھنے کے لحاظ سے آپ کے لئے نسبتاً آسان ہوں گی اور اگر آپ چاہیں تو اُن کتابوں سے پڑھنا شروع کریں۔ اردو جاننے والے اردو میں پڑھیں۔ جن کو اردو زبان نہیں آتی اُن کے لئے انگریزی زبان میں Essence of Islam کے نام سے تراجم چھپ چکے ہیں۔ انگریزی دان اُن تراجم کو پڑھیں۔ اگر آپ ان ذرائع سے علم حاصل کریں گی تو یہ آپ کی تربیت کا ذریعہ بن جائے گا۔

حضور نے فرمایا: یاد رکھیں آپ کی تعلیم و تربیت کے حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے جب تک تعلق پیدا نہ ہو کوئی تعلیم کام نہیں آئے گی۔ تعلیم برائے تعلیم بے مقصد ہے جب تک تضرّع سے کی گئی دعا ساتھ نہ ہو۔ تا کہ آپ کی روحانی ترقی ہو سکے۔ جب یہ ہوگا تو دنیاوی لذّات آپ کی زندگی سے غائب ہو جائیں گی۔ تب آپ میں صحیح واقفاتِ نو کی رُوح پیدا ہوگی۔

حضور نے فرمایا: کئی سو واقفاتِ نَو برطانیہ میں رہتی ہیں۔ اگر آپ سب یہ روح پیدا کریں تو آئندہ نسلوں کی تربیت کے علاوہ اسلام احمدیت کا پیغام برطانیہ بلکہ ساری دنیا میں پھیل جائے گا۔ اِس وقت ساری دنیا میں اسلام کے خلاف لکھا اور کہا جا رہا ہے۔ خاص طور پر مسلمان عورتوں کے بارہ میں۔ ہر احمدی خاتون کو اسلام کے دفاع کے لئے کوششیں کرنی چاہئیں مگر واقفات نو کی ذمّہ داری

باقی صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر151

مکرمہ خدیجہ رادیل صاحبہ

اہلیہ مکرم نصر بن علي العامري آف اٹلی

مکرمہ خدیجہ رادیل صاحبہ لکھتی ہیں:

میرا تعلق مراکش سے ہے جبکہ میرے میاں تیونس سے ہیں۔ ہم اپنے چار بچوں کے ساتھ تقریباً دس سال سے اٹلی میں سکونت پذیر ہیں۔دو سال قبل ہمیں خدا کے فضل سے بیعت کرنے کی توفیق ملی ہے۔ بیعت تک کے سفر کا مختصر حال اس طرح سے ہے:۔

تبلیغی جماعت میں شمولیت

اٹلی منتقل ہونے کے بعد میرے خاوند کا بعض مراکشی اور تیونسی باشندوں کے ساتھ تعارف ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد ہمیں پتہ چلا کہ ان کا تعلق تبلیغی جماعت کے ساتھ ہے لہذا انکی سرگرمیاں دیکھ کر ہمارا دل بھی ان کی طرف مائل ہو گیا اور یوں ہم شیخ الیاس آف ہندوستان کے پیروکاروں میں شامل ہو گئے۔ہم چھ سال تک ان کی تبلیغی جماعت میں رہے۔

سابقہ عقائد پر ایک نظر

تبلیغی جماعت میں ہمارا زیادہ تر دھیان حدیث کی کتاب ''ریاض الصالحین'' کے مطالعہ پر مرکوز رہتا تھا۔ نیز عورتوں کی گھروں میں اور مردوں کی مساجد میں باقاعدہ تعلیمی کلاسز ہوتی تھیں جن میں عموماً ریاض الصالحین کے بعض چنیدہ ابواب کا مطالعہ اور انکی شرح بیان کی جاتی تھی بلکہ اس کتاب میں سے وہ حصے خصوصی طور پر پڑھائے جاتے جن میں ان چھ صفات کے بارہ میں کسی نہ کسی رنگ میں کوئی بات بیان ہوتی جنہیں شیخ محمد الیاس نے تبلیغی جماعت کے قیام کے وقت وضع کیا تھا۔وہ چھ صفات یہ ہیں:

1۔حقیقتِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه
2۔خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنا 3۔ذکر کے ساتھ علم کا حصول 4۔اکرام المسلمین 4۔ نیت
5۔اللہ کے رستہ میں دعوت وتبلیغ۔

علماء ان کلاسز میں مذکورہ چھ امور کے بارہ میں احادیث بیان کر کے ان کی اہمیت اجاگر کیا کرتے تھے۔اس کے بعد ان کلاسز میں ہی مختلف جہات میں تبلیغی جماعت کے وفد بھیجنے کے فیصلے ہوتے تھے۔جن میں صرف مرد حضرات بھی جاتے اور میاں بیوی مل کر بھی جاسکتے تھے۔وفد کا مدتِ دورہ تین دن سے لے کر چار ماہ تک ہو سکتا تھا۔تھوڑی مدت کے لئے نواحی گاؤں وغیرہ میں جاتے جبکہ زیادہ مدت کے لئے بڑے شہروں اور بعض اوقات دور دراز کے ممالک میں بھی وفود بھجوائے جاتے تھے۔

میں تین مرتبہ تین تین دن کے لئے ان تبلیغی وفود کا حصہ بنی جبکہ میرے خاوند تو بہت زیادہ دفعہ گئے کبھی تین دن کے لئے کبھی دس دن اور کبھی چالیس دن کے لئے۔آخری دفعہ وہ چار ماہ کے لئے بنگلہ دیش گئے تھے۔

{قارئین کرام کے علم کے لئے عرض ہے کہ مکرمہ خدیجہ صاحبہ اسی جماعت کا ذکر کر رہی ہیں جو برصغیر پاک وہند میں ''تبلیغی جماعت'' کے نام سے معروف ہے۔ اسے مولانا محمد الیاس کاندھلوی نے 1926 میں قائم کیا جو بنیادی طور پر فقہ حنفی کے دیو بندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا سالانہ اجتماع رائیونڈ میں ہوتا ہے۔ندیم}

نزول عیسیٰ اور علامات قرب قیامت کے بارہ میں میں نے کبھی سوچا نہ تھا ہاں دجال کے بارہ میں نہایت عجیب وغریب اور خرافاتی تفاسیر سن کر میں لرز جاتی اور دعا کیا کرتی تھی کہ اے اللہ اس قسم کی خوفناک مخلوق کے زمانے سے قبل ہی مجھے اس دنیا سے اٹھالینا۔

احمدیت سے پہلا تعارف

قبولِ احمدیت سے دو سال قبل ایک دن عربی چینل الجزیرہ پر ایک شخص کو یہ کہتے سنا تھا کہ ہندوستان میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے جسے انگریزوں نے کھڑا کیا تھا۔ میں یہ سن کر ڈر گئی اور دل میں دعا کی کہ الٰہی نبی تو تُو ہی بھیجتا ہے اور تیرے بھیجے ہوؤں پر ایمان فرض ہو جاتا ہے۔لہٰذا اگر یہ دعویدار سچا ہے تو مجھے اس پر ایمان کی توفیق عطا فرما اور اگر یہ تیری طرف سے نہیں تو مجھے اس سے دُور رکھنا۔ مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہرگز گمراہ نہیں کرے گا۔اس وقت میں نے صرف آپؑ کے دعوی نبوت کے بارہ میں سنا تھا، مسیحیت ومہدویت کے دعویٰ کے بارہ میں مجھے علم نہیں تھا۔

بات آئی گئی ہوگئی، پھر ایک روز میرے میاں مختلف ٹی وی چینلز دیکھتے دیکھتے ایم ٹی اے پر آ کر ٹھہر گئے جس پر اس وقت پروگرام الحوار المباشر لگا ہوا تھا ،انہوں نے مجھے بلا لیا۔ پروگرام دیکھتے ہوئے مجھ پر خوف وخشیت طاری ہو گئی اور کچھ بول نہ سکی۔ چند منٹ کی ہی گفتگو سنی تھی کہ میرے دل کی گہرائیوں سے اس جماعت کی سچائی کی گواہی اٹھنے لگی۔ اس وقت مجھے دو سال قبل کی الجزیرہ کی خبر اور اپنی کی ہوئی دعا یاد آ گئی۔ مجھے لگا کہ جیسے یہ سب کچھ میری اُس دعا کا نتیجہ ہے جو میں نے اس خبر کو سنتے وقت کی تھی۔ میں نے سوچا کہ اگر یہ سچ ہے جیسا کہ یہ دکھائی دے رہا ہے تو پھر اسے قبول کئے بغیر انجام بخیر کی امید نہیں کی جاسکتی۔

تحقیق کا آغاز

میرے میاں نے مجھے کہا کہ میں تو سارا دن کام میں مصروف ہوتا ہوں اس لئے تم سارا دن اس چینل کے پروگرام دیکھتی رہا کرو اور جب میں شام کو گھر آؤں تو مجھے سب کچھ بتا دیا کرنا۔ میں نے ایسا ہی کیا، وہ جب بھی گھر لوٹے تو میرا چہرہ متغیر اور آنکھیں اشک آلود پاتے تو پوچھتے کہ کیا بات ہے۔ میں انہیں بتاتی کہ میں نے یہ یہ دیکھا ہے اور یہ جماعت مجھے سچی لگتی ہے، اس لئے آپ اس کے بارہ میں اپنی تسلی کر لیں کیونکہ اگر یہی راہِ ہدایت ونجات ہے تو پھر اس سے اعراض ہمارے لئے بہتر نہیں ہے۔ بہر حال میرے میاں کو جس قدر وقت ملتا وہ ایم ٹی اے العربیہ کے پروگراموں کو دیکھنے کی کوشش کرتے۔

ایک روز ایم ٹی اے پر ایک احمدی بہن کی آواز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک قصیدہ سنا تو میری آنکھوں سے آنسوں رواں ہو گئے۔ اور میں نے بے اختیار ہو کر کہا کہ اے اللہ! میں ایمان لاتی ہوں، میں ایمان لاتی ہوں اور میں بیعت کرتی ہوں۔ رات کو میرے میاں آئے اور حسب عادت دن کو دیکھے ہوئے پروگراموں کے بارہ میں پوچھا تو میں نے کہا کہ میں تو دل سے ایمان لے آئی ہوں اور میں چاہتی ہوں کہ آپ اچھی طرح تحقیق کر لیں تا کہ ہم دونوں اکٹھے بیعت کریں، کیونکہ یہ جنت اور دوزخ کا معاملہ ہے۔ اس پر وہ روزانہ مسجد جاتے اور مختلف لوگوں سے پوچھتے مگر لوگ انہیں بغیر کسی دلیل کے یہی جواب دیتے کہ یہ جماعت کافر ہے۔

خدا کا کرنا یہ ہوا کہ میرے میاں چار ماہ کے لئے کام سے فارغ کر دیئے گئے۔اس وجہ سے وہ بہت غمگین ہوئے ۔ میں نے کہا کہ اگر آپ سوچیں تو اس ابتلا میں بھی خیر کا پہلو ہے۔ میں نہ آپ کو کہتی تھی کہ احمدیت کے بارہ میں تحقیق کرنے میں جلدی کریں لیکن اس کام کے لئے آپ کے پاس وقت ہی نہیں ہوتا تھا۔اب دیکھیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو کھلا وقت دے دیا ہے۔ میری بات ان کے دل کو لگی اور انہوں نے صبح شام مسجد میں اور دور دراز جگہوں پر جا کر احمدیت کے بارہ میں لوگوں سے پوچھنا شروع کر دیا لیکن کسی نے ان کے ساتھ جماعت کے کفر پر کوئی مدلل اور مفید گفتگو نہ کی۔ اس بات نے انہیں آہستہ آہستہ جماعت کے مخالفین سے متنفر کر دیا۔وہ تبلیغی جماعت والوں کے ساتھ قبل ازیں چار ماہ کے لئے بنگلہ دیش جا چکے تھے۔ جماعت سے تعارف کے بعد اب بھی تبلیغی جماعت والے آتے اور انہیں دوبارہ کسی وفد کے ساتھ چلنے کے لئے کہتے تو یہ جواب دیتے کہ مجھے ایک نئی چیز نظر آئی ہے پہلے اس کے بارہ میں تحقیق کروں گا پھر آپ کو کوئی جواب دوں گا۔

ایک دن میرے میاں کہیں دور دراز علاقے میں گئے تا لوگوں سے جماعت کے بارہ میں پوچھیں۔ واپس لوٹے تو ان کا چہرہ بجھا بجھا سا تھا۔ کہنے لگے کہ میرا علم تو کچھ چیز نہیں، پھر کیا میں بڑے بڑے مشایخ وعلماء پر خود کو ترجیح دوں اور یہ کہہ دوں کہ انہیں کسی بات کا علم نہیں اور میں ان سے زیادہ جانتا ہوں۔ان کی ہر بات کے جواب میں میرا یہی اصرار ہوتا تھا کہ مجھے تو انشراح صدر حاصل ہو چکا ہے۔ اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی بھی راہنمائی فرمادے۔

عُلَمَآءُ هُمْ!!

ایک دن تبلیغی جماعت والوں میں سے ایک شخص نے میرے میاں کو شیخ حسان (مشہور مصری سلفی مولوی) کی سی ڈی لا کر دی جس میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بڑی گندی زبان میں الزامات لگائے تھے۔ساتھ ہی اس شخص نے کہا کہ ان الزامات کی تصدیق تم جماعت کی ویب سائٹ سے کر سکتے ہو۔ میرے میاں نے ویب سائٹ چیک کی تو سب الزامات جھوٹے نکلے۔اس پر وہ شخص آئیں بائیں شائیں کرتے ہوئے کہنے لگا کہ مَیں یہ حوالے اصل کتابوں سے لا کر تمہیں دوں گا۔ مگر آج تک ایسی کتب مہیا نہ کر سکا جن میں وہ حوالے موجود ہوں جو شیخ حسان نے پیش کئے تھے۔اب صورتحال یہ تھی کہ میرے میاں جب اسے بلاتے تو کہتا میرے پاس وقت نہیں۔

خاوند کی دعا اور رؤیا کے ذریعہ راہنمائی

میرے میاں نے تبلیغی جماعت والوں سے وفات مسیح، دجال اور ناسخ ومنسوخ کے بارہ میں سوال کئے۔ ابتدا میں تو ہر ایک نے ہی دوٹوک کہہ دیا کہ یہ سب بنیادی عقائد کا حصہ ہیں ۔لیکن جب میرے میاں نے ایم ٹی اے العربیہ پر سنے ہوئے احمدی دلائل پیش کئے تو سب ہی لاجواب ہو کر انہیں کہنے لگے کہ علماء سے پوچھو۔ میاں کہتے کون سے علماء؟ علماء تو جھوٹ بول دیتے ہیں۔ میں اللہ سے پوچھوں گا۔ چنانچہ انہوں نے بہت زیادہ دعا کرنی شروع کر دی۔

میرے میاں خدا تعالیٰ سے راہنمائی کی دعائیں تو کر ہی رہے تھے۔ ایک دن انہوں نے خواب میں دیکھا کہ تبلیغی جماعت والے کہیں جا رہے ہیں اور میرے میاں ان کے پیچھے بھاگتے ہوئے انہیں بلا رہے ہیں لیکن وہ لوگ انہیں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ میاں واپس لوٹتے ہیں اور ایک عمارت سے جو مسجد سے مشابہ ہے اذان کی آواز سنتے ہیں۔ انہیں ایسا لگتا ہے کہ یہ احمدیہ مسجد ہے۔

اس واضح رؤیا کے بعد میرے میاں نے محسوس کیا کہ احمدیت سچی ہے لیکن ان کے سامنے یہ روک تھی کہ بڑے بڑے علماء نے کیوں احمدیت قبول نہیں کی؟ دوسری طرف ان کی پریشانی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ میں احمدیت کی طرف بڑی شدّت سے راغب تھی۔

میرے باعثِ اطمینان رؤیا

ایک رات میں نے دو رکعت نوافل ادا کئے۔ بارگاہ الٰہی میں روئی کہ الٰہی میں تو حضرت امام مہدی ومسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاتی ہوں اور میرے میاں بھی اطمینان قلب چاہتے ہیں سو ان پر حق آشکار کر اور مجھے بھی ثابت قدم رکھ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مجھے کئی خوابیں دکھائیں جن میں سے دو کا بطور خاص ذکر کرنا چاہتی ہوں۔

ایک رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمارے گھر تشریف لا رہے ہیں۔ گھر میں چیزیں بکھری پڑی تھیں۔ صوفہ اور کرسیاں سب الٹ پلٹ ہیں۔ یہ سن کر کہ خلیفہ وقت ہمارے گھر میں آنے والے ہیں میں چیزوں کو ترتیب دینے اور گھر کی صفائی ستھرائی میں مصروف ہو گئی۔ حضور جب ہمارے گھر میں داخل ہوئے تو مَیں اور میرے میاں حضور انور کے پہلو میں کھڑے ہو گئے۔ اچانک دروازے پر دستک ہوتی ہے، میں کھولتی ہوں تو کیا دیکھتی ہوں کہ تبلیغی جماعت

والوں کی ایک عورت کھڑی ہے جو مجھے کہتی ہے کہ لوگ تبلیغی سفر پر جانے کے لئے تیار ہیں تم بھی آجاؤ۔ میں اسے کہتی ہوں کہ میں جانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اور میرے دل میں یہ خواہش ہے کہ وہ جلدی واپس چلی جائے کیونکہ خلیفۂ وقت ہمارے گھر تشریف فرما ہیں۔ خواب میں مَیں بہت خوش ہوں۔

پھر قبول احمدیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ رؤیا دکھائی۔ میں نے دیکھا کہ شدید زلزلہ آیا ہے اور ساتھ آسمان کی فضاؤں میں شدید آندھی اور طوفان ہے جو ہر چیز کو تباہ کرتا جا رہا ہے۔ اس طوفان سے ہمارا گھر بھی لرزنے لگتا ہے اور کھڑکیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ مَیں لوگوں سے کہتی ہوں کہ کلمہ شہادت پڑھو۔ کلمہ شہادت پڑھو۔ میں بھی کلمہ شہادت پڑھتی ہوئے کہتی ہوں أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰه وَ أَنَّ مِرْزَا غُلَام أَحْمد هُوَالْمَسِيْحُ الْمَوْعُوْد وَالْمَهْدِى الْمَعْهُود۔ جب میں یہ کلمات کئی بار اونچی آواز میں پڑھتی ہوں تو آندھی رک جاتی ہے۔ میں کھڑکی سے باہر دیکھتی ہوں تو یہ آندھی خود میں ہی لپٹ کر لکڑی کے بڑے لمبے ستون کی طرح ہو جاتی ہے اور واپس چلی جاتی ہے۔ میں کلمہ شہادت پڑھتی رہتی ہوں اور یہ پڑھتے ہوئے ہی میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

اہل خانہ کو تبلیغ

میں نے قبول احمدیت کے فوراً بعد مراکش میں اپنے اہل خانہ کو بتا دیا اور ان کو تبلیغ بھی کی۔ اسی طرح جب میں پچھلے سال مراکش گئی تو میں نے انہیں انٹرنیٹ سے بعض کتب بھی ڈاؤن لوڈ کر کے دیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائے کرام کی تصاویر بھی پرنٹ کر کے ان کو دیں اور سب کا تعارف بھی کروایا۔ ابھی تک میں جب بھی انہیں فون کرتی ہوں تو خیریت پوچھنے کے بعد میں ان سے جماعت کے بارہ میں بات کرنا نہیں بھولتی۔ کئی افرادِ خاندان نے تحقیق کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کا راستہ دکھا دے، آمین۔

خلیفہ وقت سے پہلی ملاقات

مکرمہ خدیجہ صاحبہ کے خاوند مکرم نصر بن علی العامری صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

میں نے بیعت فارم تو پُر کر دیا اور احمدیت کو دل سے قبول بھی کر لیا لیکن یہ بات میرے ذہن وقلب میں اٹک کر رہ گئی تھی کہ جماعت احمدیہ کی صداقت ایک حقیقت ہے پھر اس حقیقت کا علم شیخ یوسف قرضاوی جیسے بڑے بڑے علماء کو کیوں نہیں ہوا؟ اور اگر انہیں اس کا علم ہے تو اسے قبول نہ کرنے کی ان کے پاس کیا دلیل ہو سکتی ہے؟ میری اس بات کا میری بیوی کے علاوہ اور کسی کو علم نہ تھا۔ گزشتہ سال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا اٹلی میں ورود مسعود ہوا تو ہم نے بھی ملاقات رکھوائی اور میاں بیوی حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور انور کو دیکھتے ہی میری اہلیہ کی حالت تو عجیب ہو گئی، زبان رک گئی اور آنسو جاری ہو گئے اور ملاقات کے آخر تک یہی کیفیت رہی۔ میرے ساتھ یہ عجیب واقعہ ہوا کہ گفتگو کے دوران حضور انور نے بیعت کی تفاصیل کے علاوہ یہ دریافت فرمایا کہ کونسا ایسا سوال ہے جو آپ کو پریشان کرتا رہا ہے؟ یہ بات سن کر مجھے سکتہ سا ہو گیا۔ میں نے اس پریشان کرنے والے سوال کے بارہ میں اپنی بیوی کے علاوہ اور کسی کو نہیں بتایا تھا اور جب حضور انور نے اسی سوال کے بارہ میں مجھ سے پوچھا تو ایک عجیب سکینت میرے دل میں اتر گئی اور تمام وساوس جاتے رہے۔ مجھے حق الیقین ہو گیا کہ جماعت سے اور خلافت سے دُور رہنے والے کو اندازہ نہیں کہ وہ کتنی عظیم نعمت سے محروم ہے۔

پروگرام کے مطابق مجھے حضور انور کی اٹلی سے روانگی سے ایک روز قبل اپنے گھر واپس آجانا تھا۔ لیکن حضور انور کے ساتھ اس ملاقات نے میرے اندر پیارے آقا کے ساتھ ایک ایسی محبت اور عشق کی روح پھونک دی کہ میں باوجود کوشش کے اس مقام سے دور نہ ہو سکا۔ اگلے دن مجھے ہر حال میں کام پر پہنچنا تھا لیکن اسی دن حضور انور کی روانگی تھی۔ میں نے کہا جو ہونا ہے ہو جائے میں حضور انور کو الوداع کئے بغیر یہاں سے نہیں جا سکتا۔ چنانچہ وہ گھڑی بھی آگئی۔ اس وقت ''چشمانِ اشک آلود از ہمہ جا از ہمہ کس'' کا منظر تھا، اور سطحِ عارض پر بہنے والے آنسو اپنی گہرائیوں میں محبتوں اور اخلاص ووفا کے ہمالے لئے ہوئے تھے۔

بہر حال حضور انور کو الوداع کرنے کے بعد ہم بھی وہاں سے رخصت ہوئے لیکن میں اس دن کام پر نہ جا سکا۔ قبل ازیں میں جب بھی کام سے لیٹ ہوتا تھا تو مجھے ایک فارم پُر کرنا پڑتا تھا جس پر لیٹ ہونے کی وجہ اور وقت وغیرہ درج کیا جاتا تھا۔ لیکن اس دفعہ یہ عجیب بات ہوئی کہ جب میں اگلے دن کام پر گیا تو کسی نے مجھے ایک دن غائب رہنے کا سبب تک بھی دریافت نہ کیا۔ سبحان اللہ والحمد للہ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کے دامن سے پورے اخلاص کے ساتھ وابستگی اور اس نعمت کا ہر وقت شکر ادا کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

بقیہ از صفحہ 2

واقفات نو اجتماع UK سے
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

اور کردار تو اَور بھی زیادہ نمایاں ہونا چاہئے۔ آپ کے والدین نے عہد کیا تھا کہ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ خدمت دین کے لئے استعمال ہوگا۔ آپ میں سے جو پندرہ سال کی ہوں انہیں اِس عہد کی تجدید کرنی چاہئے۔ اور اس کے ساتھ آپ کے عمل ایسے ہوں کہ آپ مشعل کی طرح چمکیں اور روشنی پھیلائیں۔ مَیں دعا کرتا ہوں کہ یہ جذبہ اور روح آپ سب میں پیدا ہو اور اگر یہ ہوگا تو آپ میری اور آئندہ خلفاء کی فکر دُور کرنے والی ہوں گی جس طرح چراغ سے چراغ جلتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آپ میں سے بڑی تو بعض شادی شدہ ہیں، بچوں والی بھی ہیں۔ ایسا نمونہ دکھائیں کہ نہ صرف اِس زمانہ کے لوگ ہی بلکہ آئندہ آنے والے بھی آپ کے لئے دعائیں مانگیں۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ آپ کو اِن الفاظ سے اپنی ذمہ داری کا احساس ہوگا۔ اگر آپ یہ کریں تو صرف آپ مَردوں کے برابر نہیں بلکہ آگے نکل جائیں گی۔ واقفات نو اصل میں دنیا کی ناصرہ ہیں اور خلیفۂ وقت کی فکر کو دُور کر سکتی ہیں کہ آئندہ نسلیں محفوظ ہاتھوں میں ہیں۔ اس لئے یہ ذمّہ داری آپ پر اور تمام احمدی عورتوں اور لڑکیوں پر ہے۔ آپ میں سے جنہوں نے بلوغت کی عمر کو پہنچ کر اپنے عہد کی تجدید کی ہے، آپ کی تمام زندگی، آپ کے الفاظ، آپ کے طَور و اطوار اِس چیز کے مظہر ہونے چاہئیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر ترجیح دی ہے اور آپ کو کسی انعام کی طلب نہیں، خدمات دینیہ کا ولولہ محض خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔ پھر آپ حقیقی واقفات نو بن جائیں گی۔ صرف نام کی نہیں بلکہ حقیقت میں، اور آپ نے اپنا عہد پورا کر دیا ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ عَہدوں کو پورا کرنے کے بارہ میں سوال کیا جائے گا۔ اِس کو ذہن میں رکھیں تو آپ کو خدا تعالیٰ سے مدد ملے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ آپ تمام ذمّہ داریوں کو احسن رنگ میں پورا کرنے والی ہوں۔

آپ میں سے چھوٹی بچیوں سے مَیں کہوں گا کہ جس طرح آپ اسکول کے کاموں کی طرف توجہ دیتی ہیں، اسکول کا دیا ہوا نصاب یاد کرتی ہیں، سبق دہراتی ہیں، اُسی طرح دین سیکھنے کے لئے بھی بھرپور کوشش کریں۔ نماز کبھی نہ چھوڑیں۔ قرآن کریم روزانہ پڑھیں خواہ ایک رکوع یا چند سطریں ہی ہوں۔ والدین کا کہا ہمیشہ مانیں۔ دوسرے بہن بھائیوں کے لئے نمونہ بنیں۔ یہ نہیں کہ آپ کسی احساس برتری کا شکار ہوں بلکہ اِس کے برعکس آپ کو دوسروں کی عزّت کرنی سیکھنا چاہئے۔ تربیتی کلاسوں وغیرہ میں واضح طور پر محسوس ہو جائے کہ آپ کے اخلاق اعلیٰ معیار کے ہیں۔ نصاب جو آپ کو دیا گیا ہے، اپنی عمر کے مطابق اُسے پورا کریں۔ یہ آپ کی اعلیٰ تربیت کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی احسن رنگ میں توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دو نفلوں کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3 دسمبر 2010ء کے خطبہ جمعہ میں احمدی احباب کو روزانہ دو نوافل ادا کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔

''پس ان حالات میں دنیا بھر کی جماعتوں کے تمام افراد کو میں خاص طور پر اپنے مظلوم اور تکلیف اور مشکلات میں گرفتار بھائیوں کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کم از کم دو نفل روزانہ صرف ان لوگوں کیلئے ہر احمدی ادا کرے جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جو ظالمانہ قوانین کی وجہ سے اپنی شہری اور مذہبی آزادیوں سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔ پس اگر ہر احمدی اپنے دل کی بے چینی کو خدا تعالیٰ کے حضور پہلے سے بڑھ کر پیش کرے گا تو خود مشاہدہ کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر اس پر کس طرح پڑ رہی ہے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حصار میں لے لے گا۔''

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

THOMPSON & Co. SOLICITORS
New Office in Fleet Street
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Criminal Litigation and Civil & Commercial Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 2-3 Hind Court, Fleet Street, London EC4A 3DL. Tel: 020 7936 2427
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرضِ اٹھراء کا علاج اور اولادِ نرینہ کیلئے
مطب ناصر دواخانہ
گولبازار ربوہ ۔ پاکستان
رابطہ برائے مشورہ (بروز اتوار)
+92-332-7051909, Fax: +92-47-6213966
3 بجے سے 4 بجے تک (لندن وقت کے مطابق)

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ
2011 NASIR ناصر 1954
دنیائے طب کی خدمات کے 57 سال
ہمدردانہ مشورہ ✪ کامیاب علاج
حکیم میاں محمد رفیع ناصر

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف چودھویں صدی کے مجدد نہیں بلکہ مسیح و مہدی بھی ہیں۔

آپ کا اعزاز صرف ایک صدی کا مجدد ہونے کا نہیں بلکہ آخری ہزار سال کا مجدد ہونے کا ہے۔

آپ کے ذریعہ سے حدیث کے مطابق خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ تو خلافت ہی اُس کام کو آگے چلائے گی جو تجدیدِ دین کا کام ہے۔

ہر خلیفہ اپنے وقت میں مجدد ہی ہوتا ہے کیونکہ وہ اُسی کام کو آگے بڑھا رہا ہوتا ہے جو نبی کا کام ہے، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام ہے۔ چاہے وہ مجدد ہونے کا اعلان کرے یا نہ کرے۔

اگر کبھی دو صدیوں کے سنگم پر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسے مجدد کا مقام کسی بھی خلیفہ کو دے سکتا ہے جو اُس وقت کا خلیفہ ہوگا، وہ اُس سے اعلان کروا سکتا ہے۔

مجددین ایک وقت میں کئی کئی ہو گئے، بلکہ ہزاروں بھی ہو سکتے ہیں۔ جبکہ خلیفہ ایک وقت میں ایک ہی ہوگا۔

جب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور ہو گیا جو چودھویں صدی کے مجدد بھی ہیں اور آخری ہزار سال کے مجدد بھی ہیں تو پھر اُس نظام نے چلنا تھا جو خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کا نظام ہے اور جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ وہ زبردست قدرت ہے۔

پس مجددیت اب اُس خاتم الخلفاء اور آخری ہزار سال کے مجدد کے ظہور کے بعد اُس کے ظلّ کے طور پر ہوگی اور حقیقی ظلّ جو ہے وہ نظامِ خلافت ہے اور وہی تجدیدِ دین کا کام کر رہی ہے اور کرے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 10 / جون 2011ء بمطابق 10 / احسان 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ- اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

27 مئی کے خطبے میں مَیں نے قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالے سے جماعت میں خلافت کے جاری نظام کی بات کی تھی۔ اس سلسلے میں اُس وقت میں مجددین کے حوالے سے بھی کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن چونکہ مضمون تھوڑی سی تفصیل چاہتا تھا اس لئے بھی اور کچھ مَیں مزید حوالے دیکھنا چاہتا تھا، اس لئے میں نے اُس دن بیان نہیں کیا، اِس بارے میں آج کچھ بیان کروں گا۔

کچھ عرصہ ہوا وقفِ نو کلاس میں ایک بچے نے سوال کیا کہ کیا آئندہ مجدد آ سکتے ہیں؟ اس سے مجھے خیال آیا کہ یہ سوال یا تو بعض گھروں میں پیدا ہوتا ہے کیونکہ بچوں کے ذہنوں میں اس طرح سوال نہیں اُٹھ سکتے۔ یا بعض وہ لوگ جو جماعت کے بچوں اور نوجوانوں میں بے چینی پیدا کرنا چاہتے ہیں سوال پیدا کرواتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق آپؐ نے ہر صدی کے سر پر مجدد آنے کا فرمایا، اور جماعت میں مختلف وقتوں میں یہ سوال اُٹھتے رہے ہیں۔ جماعت کے مخلصین میں نہیں، بلکہ ایسے لوگ جو جماعت میں رخنہ ڈالنے والے ہوں اُن لوگوں کی طرف سے یہ سوال اُٹھائے جاتے رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس بارے میں مختلف موقعوں پر وضاحت فرمائی ہے۔ پھر خلافتِ ثالثہ میں یہ سوال بڑے زور و شور سے اُٹھایا گیا، اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مختلف موقعوں پر اور خطبات میں اس پر بڑی سیر حاصل بحث کی ہے۔ پھر خلافتِ رابعہ میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے بھی یہ سوال کیا گیا۔ بہرحال یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کو وقتاً فوقتاً اُٹھایا جاتا ہے یا ذہنوں میں پیدا ہوتا ہے، یا پیدا ہوتا رہا ہے۔ اور منافق طبع لوگ جو ہیں اُن کی یہ نیت رہی ہے کہ کسی طرح جماعت میں بے چینی پیدا کی جائے کہ خلافت اور مجددیت میں کیا فرق ہے؟ اس بارے میں عموماً بڑی ہوشیاری سے علم حاصل کرنے کے بہانے سے بات کی جاتی ہے یا اُس حوالے سے بات کی جاتی ہے۔ لیکن بعد میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ نیت کچھ اور تھی۔ خاص طور پر خلافتِ ثالثہ میں یہ ثابت ہوا کہ اس کے پیچھے ایک فتنہ تھا۔ لیکن بہر حال اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ وعدہ ہے کہ آپ کے بعد آپ کی جاری خلافت کے لئے بھی وہ زبردست قدرت کا ہاتھ دکھائے گا۔

(ماخوذ از رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304)

اس لئے ایسے فتنے جب بھی اُٹھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ختم کر دیئے کیونکہ جماعت کی اکثریت اُن کا ساتھ دینے والی نہیں تھی۔ گو آج یہ فتنہ اُس طرح تو نہیں ہے جو تکلیف دِہ صورتحال حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے لئے پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی، لیکن بہر حال کیونکہ سوال اِکّا دُکّا اُٹھتے رہتے ہیں اس لئے اس کی تھوڑی سی وضاحت کر دیتا ہوں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ ہر صدی میں تجدیدِ دین کے لئے مجدد کھڑے ہوں گے۔ (سنن أبی داؤد کتاب الملاحم باب ما یذکر فی قرن المئة حدیث 4291) اور وہاں جو الفاظ ہیں اُس میں صرف واحد کا صیغہ نہیں ہے بلکہ اُس کے معنی جمع کے بھی ہو سکتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنے دعوے کی صداقت کے طور پر بھی پیش فرمایا ہے۔ اس وقت مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ حوالے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس بارہ میں آپ کے ارشادات اور تحریرات تو بے شمار ہیں جن کو بیان کرنا ممکن نہیں ہے، تاہم چند حوالے جیسا کہ میں نے کہا کہ مَیں پیش کرتا ہوں۔ اگر اِن کو غور سے دیکھا جائے تو آئندہ آنے والے مجددین کے بارہ میں بھی بات واضح ہو جاتی ہے۔ آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"خدا نے اسلام کے ساتھ ایسا نہ کیا اور چونکہ وہ چاہتا تھا کہ یہ باغ ہمیشہ سرسبز رہے اس لئے اُس نے ہر یک صدی پر اس باغ کی نئے سرے آبپاشی کی اور اس کو خشک ہونے سے بچایا۔ اگرچہ ہر صدی کے سر پر جب کبھی کوئی بندۂ خدا اصلاح کیلئے قائم ہوا جاہل لوگ اُس کا مقابلہ کرتے رہے اور اُن کو سخت ناگوار گزرا کہ کسی ایسی غلطی کی اصلاح ہو جو اُن کی رسم اور عادت میں داخل ہو چکی ہے"۔ یہ شور مچانے والے پہلے شور بھی مچاتے ہیں پھر مخالفت بھی کرتے ہیں تو بہر حال فرماتے ہیں "لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ آخری زمانہ میں جو ہدایت اور ضلالت کا آخری جنگ ہے خدا نے چودھویں صدی اور اَلْفِ آخر کے سر پر مسلمانوں کو غفلت میں پا کر پھر اپنے عہد کو یاد کیا۔ اور دین اسلام کی تجدید فرمائی۔ مگر دوسرے دینوں کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ تجدید کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ سب مذہب مر گئے۔ ان میں روحانیت باقی نہ رہی اور بہت سی غلطیاں اُن میں ایسی جم گئیں کہ جیسے بہت مستعمل کپڑہ پر جو کبھی دھویا نہ جائے میل جم جاتی ہے۔ اور ایسے انسانوں نے جن کو روحانیت سے کچھ بہرہ نہ تھا اور جن کے نفسِ امارّہ سفلی زندگی کی آلائشوں سے پاک نہ تھے اپنی نفسانی خواہشوں کے مطابق ان مذاہب کے اندر بے جا دخل دے کر ایسی صورت اُن کی بگاڑ دی کہ اب وہ کچھ اور ہی چیز ہیں"۔

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 204-203)

تو آپ واضح یہ فرما رہے ہیں کہ اسلام میں اللہ تعالیٰ نے اُس روشنی کو قائم کرنے کے لئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے مختلف موقعوں پر مختلف اولیاء اور مجددین پیدا کئے جو اپنے اپنے دائرے میں دین کی روشنی کو پھیلاتے رہے، کیونکہ اس دین کو اللہ تعالیٰ قائم رکھنا چاہتا تھا جبکہ باقی دینوں کے ساتھ ایسی کوئی ضمانت نہیں تھی اور اسی لئے اُن میں ایسی آلائشیں شامل ہو گئیں جن سے وہ دین بگڑ گئے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

"تمام زمانے کا یہ حال ہو رہا ہے کہ ہر جگہ اصلاح کی ضرورت ہے اسی واسطے خدا تعالیٰ نے اس زمانے میں وہ مجدد بھیجا ہے جس کا نام مسیح موعود رکھا گیا ہے اور جس کا انتظار مدت سے ہو رہا تھا اور تمام نبیوں نے اس کے متعلق پیشگوئیاں کی تھیں اور اس سے پہلے زمانے کے بزرگ خواہش رکھتے تھے کہ وہ اُس کے وقت کو پائیں"۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 82 ۔ ایڈیشن 2003ء)

اب یہاں جو مجدد جس کے لئے آپؑ فرما رہے ہیں وہ وہ مجدد ہے جو مسیح موعود ہے جس کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ کوئی ایسا مجدد نہیں جس کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہو کہ اُس کا انتظار ہے سوائے مسیح موعود کے۔ جس کی پرانے نبیوں نے بھی خبر دی اور پیش خبری فرمائی، کیونکہ اس کا زمانہ وہ آخری زمانہ ہے جس میں دین کی اشاعت ہونی ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام دنیا میں پھیلنا ہے، پیغام دنیا میں پھیلنا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں:

"جب خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغِ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا"۔ اب یہاں الفاظ پر غور کریں کہ تبلیغِ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا۔ "اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ......اس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے۔ تب مَیں نے اُس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدیدِ دین کے لئے آنے والا تھا وہ مَیں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اُس کو دوبارہ قائم کروں"۔

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 3)

یہ مجدد کا کام ہے، تبلیغِ حق اور اصلاح اِس کا پہلے ذکر فرمایا۔ ایمان جو اُٹھ گیا تھا اُس کو دوبارہ قائم کرنا۔ اور اس ایمان اُٹھنے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو ایک رجلِ فارس پیدا ہو گا جو اُس کو زمین پر لے کر آئے گا۔ پھر آپ فرماتے ہیں:

"اور خدا سے قوت پا کر اُسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کی اصلاح اور تقویٰ اور راست بازی کی طرف کھینچوں"، دنیا کو اصلاح اور تقویٰ اور راست بازی کی طرف کھینچوں" اور اُن کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دور کروں اور پھر جب اس پر چند سال گزرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس اُمت کے لئے ابتدا سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانے میں براہِ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اُس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیرِ الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ مَیں ہی ہوں"۔ (تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 4-3)

پس آپ کا یہ جو مقام ہے صرف مجددیت کا نہیں ہے بلکہ مہدویت اور مسیحیت کا مقام بھی ہے اور اس کی وجہ سے نبوت کا مقام بھی ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

"اس میں کس کو کلام ہو سکتا ہے کہ مہدی کا زمانہ تجدید کا زمانہ ہے اور خسوف کسوف اُس کی تائید کے لئے ایک نشان ہے۔ سو وہ نشان اب ظاہر ہو گیا جس کو قبول کرنا ہو قبول کرے"۔

(حجۃ اللہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 160)

اور یہ خسوف و کسوف کا نشان، چاند گرہن اور سورج گرہن کا نشان جس کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سے کہ زمین و آسمان بنے ہیں یہ نشان کسی کے لئے ظاہر نہیں ہوا۔

(سنن الدارقطنی جزو دوم صفحہ 51 کتاب العیدین باب صفة صلاة الخسوف والکسوف وھیئتھما حدیث نمبر 1778 دارالکتب العلمیة بیروت 2003ء)

یہ صرف ہمارے مہدی کا نشان ہے اُس مہدی کا جس کا مقام بہت بلند ہے، صرف مجددیت کا مقام نہیں ہے بلکہ بہت بلند مقام ہے۔ اس بات کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف چودھویں صدی کے مجدد نہیں بلکہ مسیح و مہدی بھی ہیں۔ باوجود اس کے کہ آپ کو تجدیدِ دین کے کام کے لئے بھیجا گیا ہے اور ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہے لیکن مقام آپ کا بہت بلند ہے اور مجددیت سے بہت بالا مقام ہے۔ گو آپ نے یہ فرمایا کہ چودھویں صدی کا مجدد مَیں ہوں لیکن جیسا کہ میں نے کہا اس مقام کی وجہ سے آپ کو نبوت کا درجہ بھی ملا۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

"جاننا چاہئے کہ اگرچہ عام طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ خدائے تعالیٰ اس امت کی اصلاح کے لئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہے گا جو اُس کے دین کو نیا کرے گا۔ لیکن چودھویں (صدی) کے لئے یعنی اس بشارت کے بارہ میں جو ایک عظیم الشان مہدی چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہو گا، اس قدر اشاراتِ نبویہ پائے جاتے ہیں جو اِن سے کوئی طالب منکر نہیں ہو سکتا"۔ (نشان آسمانی، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 378)

پھر فرمایا:

"خدا نے اس رسول کو یعنی کامل مجدد کو اس لئے بھیجا ہے کہ تا خدا اس زمانے میں یہ ثابت کر کے دکھلا دے کہ اسلام کے مقابل پر سب دین اور تمام تعلیمیں ہیچ ہیں"۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 266)

پس ایک تو آپ کا یہ مقام ہے کہ آپ عظیم الشان مجدد ہیں اور کامل مجدد ہیں۔ آپ علیہ السلام نے ایک دوسری جگہ فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ کی خلافت یا مجددیت تو حضرت عیسیٰ پر آ کر ختم ہو گئی تھی لیکن اسلام کی تعلیم کو تر و تازہ رکھنے کے لئے ہر صدی میں مجددین کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے تا کہ بدعات جو سو سال کے عرصے میں دین میں داخل ہوئی ہوں یا برائیاں جو شامل ہوئی ہوں، دین کی اصلاح کی ضرورت ہو، اُن کی اصلاح کر سکے۔ جو کمزوریاں پیدا ہو گئی ہیں وہ دور ہوتی رہیں۔ اور اسلام کی تاریخ شاہد ہے کہ اسلام میں اس خوبصورت تعلیم کو جاری رکھنے کے لئے اس کو اصلی حالت میں رکھنے کے لئے مجددین آتے رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعویٰ پیش فرمایا کہ جب پہلے مجددین آتے رہے تو اس صدی میں کیوں نہیں؟ اس صدی میں بھی مجدد آنا چاہئے۔ اور فرمایا کہ میرے علاوہ کسی کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں اس زمانے کا مجدد ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسیح موعود بھی ہوں اور مسیح موعود کو کیونکہ نبی کا درجہ ملا ہے اس لئے کامل مجدد ہوں۔ اور چودھویں صدی کا مجدد ہونے کی حیثیت سے، مسیح و مہدی ہونے کی حیثیت سے عظیم الشان مجدد تھے جس کی پیشگوئیاں پہلے نبیوں نے بھی کی

ہیں۔ یہ بات اپنی صداقت کے طور پر آپ اُن مخالفین کو فرما رہے ہیں جو کہتے تھے کہ آپ کا دعویٰ غلط ہے۔ پس یہ آپ کی شان ہے اور اس حوالے سے ہمیں ان سارے حوالوں کو پڑھنا چاہئے۔ اب آپ کی اس شان کو اگر سامنے رکھا جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خلافت کے قیام کے بارے میں حدیث پیش کی جاتی ہے اُس کو سامنے رکھا جائے تو آئندہ آنے والے مجددین کا معاملہ حل ہو جاتا ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور واضح ارشاد ہے۔ آپ نے لیکچر سیالکوٹ میں ایک جگہ فرمایا کہ ’’یہ امام جو خدا کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجددِ صدی بھی ہے اور مجدد اَلْفِ آخِر بھی۔‘‘

(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد20 صفحہ 208)

اَلْفِ آخِر کا مطلب ہے کہ آخری ہزار سال۔ اس کی وضاحت آپ نے یہ فرمائی کہ ہمارے آدم کا زمانہ سات ہزار سال ہے اور ہم اس وقت آخری ہزار سال سے گزر رہے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے کے ایک ہزار سال کو اندھیرا سال فرمایا تھا، اندھیرا زمانہ ہوگا اور پھر مسیح و مہدی کا ظہور ہوگا چودھویں صدی میں، اور پھر مسیح و مہدی کے ظہور کے ساتھ اسلام کی نشأۃ ثانیہ ہوگی۔ اُس اندھیرے ایک ہزار سال میں کئی مجددین پیدا ہوتے رہے۔ مختلف علاقوں میں مجددین پیدا ہوتے رہے۔ لیکن اُن کی حیثیت چھوٹے چھوٹے لیمپوں کی تھی جو اپنے علاقے کو روشن کرتے رہے، اپنے وقت اور صدی تک محدود رہے، بلکہ ایک ایک وقت میں کئی کئی آتے رہے۔ لیکن یہ اعزاز اس عظیم الشان مجدد کو ہی حاصل ہوا کہ اُس کو آخری ہزار سال کا مجدد کہا گیا۔ آپ کا اعزاز صرف ایک صدی کا مجدد ہونے کا نہیں بلکہ آخری ہزار سال کا مجدد ہونے کا ہے، کیونکہ دنیا کی زندگی کا یہ آخری ہزار سال تھا۔ تو آپ نے ایک جگہ پر فرمایا کہ ’’چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے یہ ضرور تھا کہ امامِ آخر الزمان اس کے سر پر پیدا ہو اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اُس کے لئے بطور ظل کے ہو۔‘‘

(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد20 صفحہ 208)

اُس کے زیرِ نگین ہوگا، اُس کے تابع ہوگا۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق صدی میں مجدد آ سکتے ہیں آتے رہے ہیں اور آئندہ بھی آ سکتے ہیں لیکن آپ کے ظل کے طور پر۔ اور جس ظل کی آپ نے بڑے واضح طور پر نشاندہی فرمائی ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق ہے اور وہ حدیث یہ ہے:

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا نبوت قائم رہے گی، پھر جب وہ چاہے گا اُس کو اُٹھا لے گا اور پھر جب تک اللہ چاہے گا خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم رہے گی۔ پھر وہ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اُٹھا لے گا۔ پھر ایذا رساں بادشاہت جب تک اللہ چاہے گا قائم ہوگی۔ پھر جب وہ چاہے گا اُس کو اُٹھا لے گا۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی، جب تک اللہ چاہے وہ رہے گی۔ پھر جب وہ چاہے گا اُس کو اُٹھا لے گا۔ اُس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی، پھر آپ خاموش ہوگئے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر6مسند النعمان بن بشیرصفحہ285حدیث نمبر18596عالم الکتب بیروت1998)

پس خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہو جائے گی تو یہی حقیقت میں تجدیدِ دین کا کام کرنے والی ہوگی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ ہیں کہ:

’’مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں، اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے‘‘

(الوصیت روحانی خزائن جلد20 صفحہ 306)

اور دوسری قدرت کی مثال آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُنہیں کھڑا کر کے اللہ تعالیٰ نے دوسری قدرت کا نمونہ دکھایا۔ پس آپ جو آخری ہزار سال کے مجدد ہیں آپ کے ذریعہ سے حدیث کے مطابق خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ تو خلافت ہی اُس کام کو آگے چلائے گی جو تجدیدِ دین کا کام ہے، جو مجدد کا کام ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تربیت، اصلاح، تبلیغ کے کام جو ہیں خلافت کے ذریعہ سے ہو رہے ہیں اور گزشتہ ایک سو تین سال سے ہم دیکھ رہے ہیں۔ پس عین ممکن ہے کہ آئندہ صدیوں میں بھی اس حدیث کے مطابق بھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا ہے کوئی مجدد ہونے کا اعلان کرے لیکن اس کی شرط یہی ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تابع ہو۔ اور اُس دوسری قدرت کا مظہر ہو جس کا اعلان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ پس اگر کبھی دو صدیوں کے سنگم پر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسے مجدد کا مقام کسی بھی خلیفہ کو دے سکتا ہے۔ جو اُس وقت کا خلیفہ ہوگا، وہ اُس سے اعلان کروا سکتا ہے۔ کیونکہ ایسے مجددین بھی اُمت میں پیدا ہوتے رہے ہیں جن کی وفات کے بعد پھر لوگوں نے کہا کہ مجدد تھے۔ سو ضروری نہیں کہ مجدد کا اعلان بھی ہو۔ لیکن اگر اللہ چاہے تو مجدد کا اعلان اُس خلیفہ سے کروا سکتا ہے کہ مَیں مجدد ہوں۔ لیکن یہ بھی واضح ہو کہ ہر خلیفہ اپنے وقت میں مجدد ہی ہوتا ہے کیونکہ وہ اُسی کام کو آگے بڑھا رہا ہے جو نبی کا کام ہے، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام ہے۔ چاہے وہ مجدد ہونے کا اعلان کرے یا نہ کرے کیونکہ مجدد ہونے کے اعلان سے یا مجدد ہونے سے خلافت کا مقام نہیں بٹتا۔ بلکہ خلافت کا مقام پہلے ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ہر خلیفہ مجدد ہوتا ہے۔ مجدد کا مطلب ہے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے بدعات کا خاتمہ کرنے والا، اصل تعلیم کو جاری رکھنے والا، اصلاح کی کوشش کرنے والا، تبلیغِ اسلام کے لئے منصوبہ بندی کرتے ہوئے اُس کو آگے پھیلانے والا۔ پس یہ کام تو خلافتِ احمدیہ کے تحت ہو ہی رہا ہے۔ بلکہ یہ کام تو خلافت کے نظام کے تحت مستقل مبلغین کے علاوہ بہت سے احمدی بھی اپنے دائرے میں کر رہے ہیں۔ گویا تجدیدِ دین کے یہ چھوٹے چھوٹے دیے یا lamp تو ہر جگہ جل رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں تو تجدیدِ دین کے لئے ایک ایک وقت میں سینکڑوں نبی اور مجدد گزرے ہیں، وہی نبی جو تھے وہ خلیفہ بھی کہلاتے تھے اور مجدد بھی کہلاتے تھے۔

(ماخوذ از تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد17 صفحہ 123)

اسلام میں ہزاروں کیوں نہیں ہو سکتے؟ الفاظ میرے ہیں، مفہوم کم و بیش یہی ہے۔ اور یہ جو سوال اُٹھتا ہے کہ ہر صدی کے مجدد تھے، اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے بارہ صدیوں کے بارہ مجدد گزرے ہیں اور چودھویں صدی کے تیرھویں مجدد آپ ہیں۔ تو تاریخِ اسلام سے تو یہ ثابت ہے کہ ہر علاقے میں مجددین پیدا ہوئے ہیں یہ صرف بارہ کا سوال نہیں ہے بلکہ ایک ایک وقت میں کئی کئی مجددین پیدا ہوئے ہیں۔ دین کی اصلاح کے لئے جہاں جہاں ضرورت پڑتی رہی اللہ تعالیٰ لوگوں کو کھڑا کرتا رہا۔ لیکن پھر سوال یہاں یہ ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے لٹریچر میں بھی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی لکھا ہے کہ ہم بارہ مجددین کیوں گنتے ہیں؟ عربوں میں تو اکثریت ایسی ہے جو اس بات کو نہیں مانتی کہ یہ بارہ مجدد تھے، خاص طور پر اس ترتیب سے جس سے ہم ہندوستانی مجددین گنتے ہیں۔ اکثریت مسلمانوں کی یہ تو مانتے ہی نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ایک بہت اچھا جواب دیا ہے۔ آپ ایک جگہ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ ہندوستانی بارہ مجددین کے نام پیش کرتے ہیں کہ شاید یہ تمام دنیا کے لئے تھے حالانکہ یہ غلط ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’مجددین کے متعلق لوگوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ ایک ہی مجدد ساری دنیا کی طرف مبعوث ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر ملک اور ہر علاقے میں اللہ تعالیٰ مجدد پیدا کیا کرتا ہے مگر لوگ قومی یا ملکی لحاظ سے اپنی قوم اور اپنے ملک کے مجدد کو ہی ساری دنیا کا مجدد سمجھ لیتے ہیں، حالانکہ جب اسلام ساری دنیا کے لئے ہے تو ضروری ہے کہ دنیا کے مختلف علاقوں اور مختلف ملکوں میں مختلف مجددین کھڑے ہوں۔ حضرت سید احمد صاحب بریلویؒ بھی بے شک مجدد تھے مگر وہ ساری دنیا کے لئے نہیں تھے بلکہ صرف ہندوستان کے مجدد تھے۔ اگر کہا جائے کہ وہ ساری دنیا کے مجدد تھے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے عرب کو کیا ہدایت دی۔ انہوں نے مصر کو کیا ہدایت دی۔ انہوں نے ایران کو کیا ہدایت دی۔ انہوں نے افغانستان کو کیا ہدایت دی۔ ان ملکوں کی ہدایت کے لئے انہوں نے کوئی کام نہیں کیا لیکن اگر ان ممالک کی تاریخ دیکھی جائے تو اِن میں بھی ایسے لوگ نظر آتے ہیں جو صاحبِ وحی اور صاحبِ الہام تھے اور جنہوں نے اپنے ملک کی رہنمائی کا فرض سرانجام دیا۔ پس وہ بھی اپنی اپنی جگہ مجدد تھے۔‘‘ وہ لوگ چاہے انہوں نے اعلان کیا یا نہیں، کسی نے اُن کے بارے میں کہا یا نہیں، جنہوں نے بھی دین کی رہنمائی کا فرض ادا کیا، اصلاح کا فرض ادا کیا وہ اپنی اپنی جگہ مجدد تھے۔’’ اور یہ بھی اپنی جگہ مجدد تھے‘‘ یعنی ہندوستان والے۔’’ فرق

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

صرف یہ ہے کہ کوئی بڑا مجدد ہوتا ہے اور کوئی چھوٹا۔ ہندوستان میں آنے والے مجددین کی اہمیت اس لئے ہے کہ وہ اُس ملک میں آئے جہاں مسیح موعود نے آنا تھا اور اس طرح اُن کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بطور اِرہاص تھا''۔ آپ سے پہلے آنے والے تھے، بتانے والے تھے کہ مسیح موعود آنے والا ہے۔ چودھویں صدی کا مجدد آنے والا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ''ورنہ ہمارا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ صرف یہی مجدد ہیں باقی دنیا مجددین سے خالی رہی ہے۔ ہر شخص جو الہام کے ساتھ تجدیدِ دین کا کام کرتا ہے وہ روحانی مجدد ہے۔ ہر شخص جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے تجدید کا کوئی کام کرتا ہے وہ مجدد ہے چاہے وہ روحانی مجدد نہ ہو۔ جیسے میں نے کئی دفعہ مثال دی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ فرمایا کہ اورنگزیب'' (جو بادشاہ تھا وہ) '' بھی مجدد تھا۔ حالانکہ اورنگزیب کو خود الہام کا دعویٰ نہیں تھا''۔

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 199)

پس یہ حقیقت ہے مجددین کی کہ ایک ایک وقت میں کئی کئی ہو گئے، بلکہ ہزاروں بھی ہو سکتے ہیں۔ جبکہ خلیفہ ایک وقت میں ایک ہی ہو گا۔ اب حیثیت اُس کی بڑی ہے جو ایک وقت میں ایک ہو یا وہ جو ایک وقت میں کئی کئی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خلافت کو مقام دیا ہے کہ وہ علیٰ منہاجِ نبوت ہو گی۔ مجددیت کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ اور جو حدیث ہے مجدد کے بھیجے جانے کے متعلق اُس کے الفاظ یہ ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایسا مجدد بھیجے گا جو اُس اُمت کے دین کی تجدید کرے گا۔

(سنن أبی داؤد کتاب الملاحم باب ما یذکر فی قرن المئة حدیث 4291)

اب یہاں ترجمے میں تو انہوں نے واحد کا صیغہ استعمال کیا ہے لیکن یہاں کئی لوگ بھی ہو سکتے ہیں، کیونکہ عربی دان کہتے ہیں مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا میں مَنْ جو ہے اس میں جمع کا صیغہ بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ تو جو اُمت کے دین کی تجدید کرے گا یعنی اُمت میں جو بگاڑ پیدا ہو گیا ہو گا اُس کی اصلاح کرے گا اور دین کی رغبت اور اُس کے لئے قربانی کو بڑھائے گا۔ اب ہر صدی کے سر پر مجدد کہا ہے، یا ہر صدی میں مجدد کہا ہے، یا مجددین کا کہا ہے تو اس کو اگر خلافت علیٰ منہاجِ نبوت والی حدیث سے ملا کر پڑھیں تو اُس میں پہلے نبوت، پھر خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کا بیان فرمایا۔ پھر اس نعمت کے اُٹھ جانے کے بعد بادشاہت کا، ایذا رسان بادشاہت ہے۔ اب جب تک خلافت علیٰ منہاجِ نبوت تھی پھر اُس کے بعد صحابہ بھی زندہ رہے، بلکہ تابعین بھی رہے، تبع تابعین بھی زندہ رہے، ایک صدی گزر گئی، دین میں اتنا بگاڑ پیدا نہیں ہوا تھا۔ اُس وقت تک مجدد کے لئے نہیں کہا۔ صدی گزرنے کے بعد فرمایا کہ مجدد پیدا ہو گا۔ کیونکہ مجددین کی پہلی صدی میں ضرورت نہیں تھی۔ مجدد آنے کی پیشگوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو سال گزرنے کے بعد کی فرمائی ہے۔ گویا یہ ایک لحاظ سے خلافت کے ختم ہونے کی پیشگوئی بھی تھی اور بدعات کے اسلام میں داخل ہونے کی پیشگوئی بھی تھی کہ زیادہ کثرت سے بدعات داخل ہو جائیں گی۔ مختلف فرقے بن جائیں گے۔ گو یہ بدعت ایسی چیز تھی جس کی اصلاح کے لئے مجددین نے پیدا ہونا تھا اور پھر یہ مجددین کا سلسلہ اس اصلاح کے لئے شروع ہوا۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی لکھا ہے تاریخ بھی ثابت کرتی ہے کہ ایک ایک وقت میں کئی کئی مجددین ہوئے۔ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں مسیح موعود اور عظیم الشان مجدد اور آخری ہزار سال کے مجدد کے آنے کی خوشخبری دی تو پھر دوبارہ خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کی خوشخبری دی۔ پھر آپ نے خاموشی فرمائی۔ پس مجددیت کی ضرورت جس نے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی پا کر اپنے محدود دائرے میں تجدیدِ دین کرنی ہے یا کرنی تھی تو وہ اُس وقت تک تھی جب تک کہ مسیح موعود کا ظہور نہ ہوتا۔ جب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور ہو گیا جو چودھویں صدی کے مجدد بھی ہیں اور آخری ہزار سال کے مجدد بھی ہیں تو پھر اُس نظام نے چلنا تھا جو خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کا نظام ہے۔ اور جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ وہ زبردست قدرت ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی طرف مختلف روحوں کی رہنمائی بھی فرماتا رہتا ہے۔ اُن لوگوں کو جن کا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ مختلف مذہبوں سے تعلق رکھنے والے ہیں، رؤیا میں اُن کو خلفاء کو دکھا کر اس بات کی تائید فرماتا ہے کہ اب نظامِ خلافت ہی اصل نظام ہے اور اس کے ساتھ جُڑ کر ہی تجدیدِ دین کا کام سرانجام پانا ہے۔ کیونکہ نہ ہی قرآنِ کریم میں اور نہ ہی حدیث میں کہیں مجددوں کا ذکر ملتا ہے ہاں خلافت کا ذکر ضرور ملتا ہے جس کا گزشتہ جمعہ سے پہلے 27 مئی کے خطبہ میں جیسا کہ مَیں نے کہا مَیں نے آیتِ استخلاف کے حوالے سے ذکر بھی کیا تھا۔

پس مجددیت اب اُس خاتم الخلفاء اور آخری ہزار سال کے مجدد کے ظہور کے بعد اُس کے ظلّ کے طور پر ہو گی اور حقیقی ظلّ جو ہے وہ نظامِ خلافت ہے۔ اور وہی تجدیدِ دین کا کام کر رہی ہے اور کرے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

پس اس بحث میں پڑنے کی بجائے کہ اگلی صدی کا مجدد کب آئے گا اور آئے گا کہ نہیں آئے گا یا آ سکتا ہے یا نہیں آ سکتا ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی پر پختہ یقین پیدا کرتے ہوئے آپ کے مشن کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اپنی اصلاح کی طرف نظر رکھنے کی بھی ضرورت ہے اور اپنی نسلوں کی اصلاح کی طرف نظر رکھنے کی بھی ضرورت ہے۔ اپنے آپ کو بھی بدعات سے بچانے کی ضرورت ہے اور اپنی نسلوں کو بھی بدعات سے بچانے کی ضرورت ہے۔ حقیقی اسلامی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی ضرورت ہے اور اُسے پھیلانے کی ضرورت ہے۔ اس زمانے میں اشاعت کا کام مختلف ذریعوں سے بھی ہو رہا ہے۔ کتابوں کی رسالوں کی صورت میں بھی اور ٹی وی چینل کے ذریعے سے بھی، اور اسی وجہ سے ہمارے اوپر یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ اس کام کو آگے بڑھائیں۔ اس کام کو بجالانے کی طرف ہمیں بھرپور توجہ دینی چاہئے۔ اسلام میں جو بدعات اور غلط تعلیمات داخل ہو گئی ہیں اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُور فرمایا ہے اور خلافتِ احمدیہ اسی کام کو آگے بڑھانے کے لئے کوشاں ہے۔ پس اس طرف ہر احمدی کو بھی پوری طرح توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ابھی کل یا پرسوں کی ڈاک میں مَیں دیکھ رہا تھا کہ ایک عرب نے لکھا کہ مُلّاؤں کے عمل اور مختلف قسم کی بدعات اور غلط تعلیمات اور نظریات سے میرا دل بے چین تھا، اتفاق سے مجھے ایم۔ٹی۔اے کا چینل مل گیا اُس پر اسلام کی حقیقی تعلیمات دیکھیں، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں پتہ چلا کہ وہ وفات یافتہ ہیں نہ کہ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں تو پھر یہ باتیں سُن کر دل کو تسلی ہوئی۔ لکھنے والے لکھتے ہیں کہ کیونکہ میرا دل پہلے ہی اس بات کو نہیں مانتا تھا کہ کوئی شخص دو ہزار سال سے زندہ آسمان پر موجود ہو۔ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ پس مَیں جماعت میں شامل ہوتا ہوں۔

تو یہ چیزیں ہیں جو اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے دنیا کو پتہ لگ رہی ہیں۔ سو سال کا عرصہ گزرنے کے بعد کوئی نئے مجدد کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اب پورا ایک ہزار سال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی مجدد ہیں جس کا آپ نے خود ذکر فرمایا ہے۔ اور اس کے لئے ہمیں آپ کا بھرپور دست و بازو بننے کی ضرورت ہے تا کہ اصل تعلیم کو دنیا کے سامنے نکھار کر پیش کریں۔ اس زمانے کے امام اور مسیح و مہدی اور مجدد الف آخر کو اللہ تعالیٰ نے یہ سامان مہیا فرما دیئے ہیں۔ ہم نے صرف دنیا کی تربیت کے لئے اُن کو آگے پہنچانا ہے۔ اس لئے ہر وہ شخص جو اس خوبصورت تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے میں کوشاں ہو گا اور پھیلانے کی طرف توجہ دے رہا ہے آپ کا اور آپ کی خلافت کا سلطانِ نصیر بن رہا ہے اور وہ تجدید کا ہی کام کر رہا ہے۔ پس ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ اس کام کو ہم آگے بڑھانے والے ہوں اور اسلام کی فتح کے نظارے دیکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس وقت ایک افسوسناک اطلاع ہے۔ ابھی جمعہ کے بعد ایک جنازہ ہے جو مَیں پڑھاؤں گا۔ یہ مکرم خیرالدین باروس صاحب آف انڈونیشیا کا ہے۔ یہ 1947ء میں Medan انڈونیشیا میں پیدا ہوئے اور 1971ء میں بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہونے کی توفیق پائی۔ 1973ء میں انہوں نے جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ لیا۔ اور فصلِ خاص میں داخل ہوئے۔ پھر اردو زبان سیکھی۔ پھر مسلسل محنت کے ساتھ پڑھائی کرتے ہوئے آپ 1982ء میں جامعہ سے شاہد ڈگری حاصل کر کے کامیاب ہوئے۔ آپ کی پہلی تقرری انڈونیشا میں بطور مبلغِ سلسلہ جون 1982ء میں اپنے آبائی شہر Medan میں ہوئی۔ پھر 83ء میں چار ماہ کے لئے ملائشیا بھجوایا گیا، جہاں انہوں نے کوالالمپور میں مسجد کی تعمیر کا کام کروایا۔ ملائشیا سے واپسی پر 1993ء میں آپ کو انڈونیشیا کی مختلف جماعتوں میں بطور مبلغ خدمت کی توفیق ملی۔ 1993ء سے 1998ء تک آپ بطور مشنری انچارج فلپائن کام کرتے رہے۔ 98ء سے آپ کی تقرری پاپوانیوگنی میں بطور مبلغ انچارج ہوئی اور اپنی وفات تک آپ وہیں خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ 6/جون 2011ء کو مختصر علالت کے بعد بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنo

خیرالدین باروس صاحب ایک مخلص، اطاعت شعار اور کامل وفا اور وقف کی روح کے ساتھ خدمتِ دین بجالانے والے مبلغِ سلسلہ تھے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ اِن کے ذریعے سے بہت سی جماعتیں قائم ہوئیں۔ مساجد تعمیر ہوئیں۔ جماعت نے جو بھی کام اِن کے سپرد کیا بڑی ذمہ داری اور خوش اسلوبی سے انہوں نے ادا کیا۔ موصی بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی کافی شادیاں تھیں اور اس وقت آپ کی تین بیویاں ہیں اور کُل بچوں کی تعداد چودہ ہے جن میں آٹھ بیٹے اور چھ بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب لواحقین کو صبر کی توفیق عطا فرمائے اور باروس صاحب کے درجات بلند کرے۔ اور نیک اور صالح اور خادمِ دین ان کی نسل میں سے بھی پیدا ہوتے رہیں۔

28 مئی 2010ء

سانحۂ لاہور کے زندہ وتابندہ کردار

(جمیل احمد بٹ۔ کراچی)

دوسری اور آخری قسط

5۔ زندہ لوگ

اللہ کی راہ میں جانیں دینے والے یہ سب شہید زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے کہ اللہ نے انہیں فوت شدہ کہنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے: اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔ (البقرہ:155)

ہمیں اگرچہ اس زندگی کا ادراک نہیں تاہم ان شہداء کے حوالے سے ہم اس جاری زندگی کو کئی رُوپ میں دیکھ رہے ہیں۔

- ان جوان بیٹوں میں جو سانحہ سے اگلے جمعہ کو اپنے حلقہ کی مسجد کو چھوڑ کر خاص طور پر دارالذکر آتے ہیں اور عین اس جگہ کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے ہیں جہاں ان کے والد شہید ہوئے۔
- اس دس سالہ بچے میں جسے اس کی ماں سانحہ سے اگلے جمعہ اس ہدایت کے ساتھ دارالذکر بھجواتی ہے کہ وہیں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا جہاں تمہارے ابا شہید ہوئے تھے۔
- اس ننھے بچہ میں جو باپ کی شہادت کے بعد 22 جون کو پیدا ہوا اور جس کا نام اس کے بڑوں نے شہید کے نام پر مسعود احمد ثانی رکھا۔
- ملک ملک پھیلے ہوئے ان دلوں میں جن میں ان جانے والوں کی یاد بسی ہوئی ہے اور جو ان کے تذکرے کرتے نہیں تھکتے، MTA پر ان میں سے ہر ایک کا ذکر ایک سال بعد بھی ان کے لئے تازہ اور دلوں کو گرمانے والا ہے جو دور ونزدیک سے لاہور آکر ان شہداء کے گھروں میں ان کے قریبیوں کے ساتھ بیٹھ کر ان کی باتیں کرتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے۔
- ان احمدی نوجوانوں میں جو اِن جانے والوں کی یاد دلوں میں سجائے، جماعتی مراکز اور مساجد پر دن رات ڈیوٹیاں دیتے ہیں اور اس خدمت کو سعادت جانتے ہیں۔
- ان بے شمار احمدیوں میں جو ان جانے والوں کی راہوں پر نگاہیں جمائے اپنے دل کی گہرائیوں میں اس خواب کو سجاتے اور سنوارتے ہیں کہ وہ بھی اتنے خوش بخت ہوں کہ اللہ کی راہ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرسکیں۔
- اور سب سے بڑھ کر اس پیارے دل میں جو سب کا پیارا ہے اور جو ان جانے والوں کو پیارا جانتا ہے۔ جس نے ان سب کا نام لے کر ان کا ذکر کیا اور ان کی صفات بیان کیں۔ جس نے ان کے قریبیوں سے بات کی اور اس جدائی کا غم بانٹا اور جو ان کے لئے سراپا دعا ہے۔ اور جس نے سب سے کم سن شہید کے ذکر میں یہ دعا کی ہے کہ 'اللہ تعالیٰ اس قربانی کو قبول فرماتے ہوئے ہزاروں لاکھوں ولید جماعت کو عطا فرمائے'۔

پس یہ لوگ زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔ اپنی ذات میں، اپنی فیض رسانی میں، مثلِ شمع دوسروں کو یہی راہ دکھانے میں اور محبت بھری یادوں میں۔

6۔ بچ رہنے والے بہادر

ان وحشیانہ حملوں کے وقت دونوں مساجد میں ان تمام احمدیوں کا جن کا وقتِ شہادت ابھی نہیں آیا تھا مجموعی طرز عمل بھی جانے والوں کی طرح جرأت، صبر، شجاعت، ایثار، اطاعت، خدمت اور نظم وضبط کی اعلیٰ انسانی صفات سے مزیّن اور آراستہ تھا۔ حق تو یہ ہے کہ ان میں سے ہر فرد اس قابل ہے کہ اس کا ذکر کیا جائے اور حیران ہوا جائے۔ اور تاریخ یقیناً ان سب کو یاد رکھے گی۔ تاہم اس وقت چند عناوین کے تحت اس بیان کو سمیٹنے کی کوشش ہی پیش نظر ہے۔

دشمن کو قابو کرنے والے بہادر:

دہشت گردی کے ہزارہا واقعات ہو چکے ہیں لیکن ان سب میں شاید یہ پہلا اور آخری موقع تھا کہ مسلح اور خودکش جیکٹ پہنے ہوئے دو دہشت گردوں کو بیت النور کے سادہ اور نہتے نمازیوں نے اپنی جرأت، شجاعت اور بہادری کے بل پر زندہ پکڑ لیا اور قابو پاکر قانون کے محافظوں کے سپرد کر کے ایک نئی تاریخ رقم کی۔ ان کارناموں کو کرنے والے ایک ناصر تھے جو ایک شہید کی ابتدائی کوشش کے بعد 24 فٹ فاصلے سے دہشتگرد پر باز کی طرح جھپٹے اور اسے گرا کر بے بس کر دیا پھر چند دیگر احباب نے اسے غیر مسلح کیا۔ جبکہ دوسرا بظاہر ایک کمزور سا نوجوان خادم تھا جس نے لپک کر ایک دہشت گرد کی ایک ہاتھ سے گردن دبوچی اور دوسرے سے اس کی گن کی بیرل پکڑ لی جو بے شمار گولیاں برسا کر آگ کی طرح گرم تھی۔ یوں قابو یافتہ اس دہشت گرد کو پھر اور احباب نے مل کر غیر مسلح کر دیا۔ اس نوجوان کے بڑے بڑے چھالوں سے پُر ہتھیلی بہادری کی اس نئی اور حیران کن تاریخ کا عنوان ٹھہری کہ اس سے پہلے کب اور کس نے جیکٹ پوش دہشت گرد کی گن پر یوں ہاتھ ڈالا ہے؟

ان بہادروں پر آفرین ہے۔ یہ وہ بہادری ہے جو سچائی کے بطن سے پیدا ہوتی ہے کہ سچائی بجائے خود طاقت ہے۔ اس طاقت کا ایک پر یقین اظہار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں یوں ہے:

'میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں'۔

(انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 23)

اور یہی وہ طاقت ہے جو آج ہر احمدی کے لہو میں گردش کرتی ہے اور جس سے ٹکرا کر احمدیت کے خلاف ہر کوشش ناکام ونامراد رہتی ہے۔

بہادر زخمی:

ان حملوں میں مجموعی طور پر ایک سو دس افراد زخمی ہوئے جن میں سے 99 شہر کے مختلف ہسپتالوں میں داخل کئے گئے اور مختلف دورانیوں تک زیرِ علاج رہے آخری زخمی 23 جولائی کو ہسپتال سے فارغ ہوئے۔

راقم کو کراچی جماعت کے ایک خیر سگالی وفد کے رکن کے طور پر 30 مئی 2010ء کو ان میں کوئی نصف مریضوں کی عیادت کا موقعہ ملا۔ یہ ایک کبھی نہ بھولنے والی یاد ہے جسے خاکسار یہاں دہراتا ہے۔

شہر کے پانچ اسپتالوں میں پچاس سے زائد زخمیوں سے ملاقات ہوئی۔ ان میں زیادہ دارالذکر میں زخمی ہوئے اور تین گھنٹہ سے زیادہ دیر تک بغیر کسی طبی امداد کے وہیں رہے تھے، ان کے زخموں سے خون بہتا رہا تھا اور دہشت گردوں کو اپنے اردگرد کارروائی میں مشغول اور ان کے ہاتھوں اپنے دوست، عزیزوں اور پیاروں کو گولیوں کا نشانہ بنتے دیکھتے رہے تھے۔ لیکن آفرین ہے ان کے عزم وحوصلہ کو کہ اسپتال بیڈ پر لیٹے ہوئے ان کے پُرسکون چہروں سے ہرگز پتہ نہ لگتا تھا کہ وہ کس بدترین صورت حال سے گزرے ہیں۔

ان کے زخم مختلف نوعیت کے تھے۔ گولیاں کسی کے بازوؤں پر لگی تھیں اور کسی کی ٹانگوں پر۔ کسی کو لگنے والی گولیاں ابھی جسم کے اندر ہی تھیں اور آپریشن ہونا باقی تھا۔ کسی کے گولی جسم کے پار ہوگئی تھی، کوئی گرنیڈ کے حملہ سے زخمی تھا اور بہت سارے چھرے جسم کے مختلف حصوں میں پیوست تھے۔ لیکن جس کا حال پوچھا بلا استثناء ہر ایک نے مسکرا کر یہی کہا کہ الحمدللہ۔ چہروں کے ان خوشگوار تاثرات سے ہرگز یہ پتہ نہ لگتا کہ ان کے زخم کی نوعیت اور شدت کیا ہے؟ مزید پوچھنے پر ہی معلوم ہوتا کہ سب ٹھیک نہیں ہے۔ اور بہتوں کے دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے، اپنے بازو استعمال کرنے اور کلائی پکڑنے کے مقابلوں میں حصہ لینے میں ابھی بہت وقت گزر سکتا ہے۔ جی ہاں لاہور کے کلائی پکڑنے کے مقابلوں کے بہترین ناصر کھلاڑی بھی زخمی بازو کے ساتھ یہاں داخل تھے۔

ان زخمیوں میں سے ایک بزرگ بڑی خوشی سے بتا رہے تھے کہ وہ دارالذکر میں گزشتہ پچیس سالوں سے اقامت کہتے آئے ہیں اور بڑی خوش دلی سے پُر امید تھے کہ اگلے جمعہ پر تکبیر کہیں گے گو دونوں ٹانگیں اور بازو بندھے ہوئے تھے۔ بظاہر ایسا جمعہ آنے میں ابھی بہت دیر تھی۔

ایک ہنستا مسکراتا نوجوان تھا جس کے گھٹنے پر گولی لگی تھی لیکن حال پوچھنے پر اس نے اس اظہار کو کافی سمجھا کہ بالکل ٹھیک ہے۔

ایک اور بزرگ بڑی خوش دلی سے اس امر کے شاکی تھے کہ وہ بجائے ان لوگوں میں شامل ہونے کے جو آگے چلے گئے ہیں اسپتال کیوں آن پہنچے ہیں۔

غرضیکہ کئی احمدیوں کے بیڈ قریب قریب ہونے سے اسپتالوں کے یہ وارڈ ایک نئے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ ایک طرف زخمیوں کا اطمینان وسکون تھا اور دوسری طرف احمدیت کی ڈور اور محبت کے رشتہ میں بندھے دور ونزدیک سے کھنچے آنے والے تیماردار تھے۔ شارجہ اور دوبئی سے آنے والے دو دوست تو ہمارے ساتھ ہی رہے لیکن اس سے پہلے بھی کئی دوست حال پوچھ گئے تھے۔

ایک ماہ بعد ایک بار پھر ان زخمیوں میں بعض کی عیادت کا موقع ملا۔ گولیوں اور گرنیڈ سے لگے زخموں کی پیچیدگیوں سے نبرد آزما یہ بہادر اسی طرح ہنستے مسکراتے ملے، تسلی دلانے والوں کو اُلٹا تسلی دیتے ہوئے۔ اس سانحہ کے صرف مثبت پہلو کا ذکر کرتے ہوئے۔ جلد پوری صحت کے ساتھ زندگی کی دوڑ میں شامل ہو جانے کے لئے پر امید۔ ان کے اطمینان و سکون کو دیکھ کر کوئی ناواقف خیال کرتا ہوگا کہ گویا یہ اسپتال میں چھٹیاں گزار رہے ہیں۔

بہادر بچی:

یہ مثالی کردار ادا کرنے والے صرف انصار اور خدام نہ تھے۔ اس دن دارالذکر میں ایک چار سالہ بچی نور فاطمہ بھی تھی جو اپنے والد مکرم محمد اعجاز صاحب کے ہمراہ جمعہ پڑھنے آئی ہوئی تھی اور اس کے دو اطفال کی عمر کے بھائی بھی ہمراہ تھے۔ سب کو گرنیڈ پھٹنے سے زخم آئے لیکن سب سے گہرا زخم اس بچی کے رخسار پر آیا جو تقریباً ڈیڑھ انچ تھا۔ یہ بچی بھی تقریباً 3 گھنٹے محبوس رہی اور رونا تو درکنار اُف تک نہ کی۔ جب کوئی بولتا تو یہ اشارے سے منع کرتی اور کہتی باہر گندے لوگ ہیں خاموش رہیں۔ (ماہنامہ انصاراللہ نومبر دسمبر 2010ء صفحہ 62-63)

بہادروں کی نئی نسل کی یہ نمائندہ بچی ہماری آئندہ ترقی کی علامت ہے۔

بہادر ڈیوٹیاں دینے والے:

جو احباب اس سانحہ کے وقت ان جگہوں پر موجود تھے لیکن محفوظ رہے ان کا سب کچھ بھلا کر اپنے فرائض کی ادائیگی میں انہماک اور احساسِ ذمہ داری حیرت انگیز تھا۔ ان میں وہ افراد بھی شامل ہیں جن کے اپنے عزیز اور قریبی قربان کئے گئے تھے۔

ہفتہ کے دن ڈیوٹی پر موجود نوجوانوں کی تعداد اس سے زیادہ تھی جو جمعہ کے دن ڈیوٹی پر آئے تھے اور ان میں سے کئی تھے جن کے والد، بھائی، بہنوئی یا سسر قربان کر دیئے گئے تھے۔ بلکہ جمعہ کی شام ہی ربوہ سے آئے ہوئے ایک بزرگ نے کسی نوجوان کے سپرد کوئی کام کیا۔ جب وہ کام کر کے لوٹ آیا تو کسی نے بتایا کہ اس کے والد اس حادثہ میں قربان ہو گئے ہیں۔ تب اسے گھر بھیجا گیا لیکن اگلی صبح وہ پھر ڈیوٹی پر حاضر ہو گیا۔

جماعت لاہور کے وہ بزرگ جن کے ذمہ مہمانوں کی دیکھ بھال ہے بدستور اس خدمت کو بجا لاتے رہے اور گھر نہ گئے جب کہ ان کے بہنوئی فوت ہو چکے تھے۔ لاہور کے قائمقام امیر صاحب کے بہنوئی بھی فوت ہوئے لیکن وہ بھی ہمہ وقت دارالذکر میں انتظامی کاموں میں مصروف رہے گو درمیان میں کسی وقت دس منٹ کے لئے بہن کے گھر ضرور گئے۔

اور یہ واقعہ تو حضرت صاحب نے جمعہ کے خطبہ میں ذکر فرمایا کہ ایک نوجوان جو مرحومین کو ایمبولینس میں منتقل کرنے میں مدد دے رہا تھا اس نے جب ایک نعش اُٹھائی تو بولا کہ یہ میرے والد ہیں لیکن ان کو بھی ایمبولینس میں پہنچا کر واپس آگیا اور اپنے کام میں مصروف رہا۔

دارالذکر اور بیت النور میں دسیوں ایسے دوستوں سے ملاقات ہوئی جو حادثہ کے وقت ان جگہوں پر موجود تھے اور محفوظ رہے۔ وہ واقعہ کی تفصیل بیان کرتے تھے اور درمیان میں یہ ذکر بھی کہ ہم مسجد کے فلاں حصہ میں تھے جہاں دوست ہمارے دائیں بائیں گولیوں کا نشانہ

بنے۔ لیکن حیرت انگیز طور پر وہ اس سانحہ کے منفی اثرات پر قابو پا چکے تھے جبکہ عام طور پر ایسے حادثات کا شکار ہونے والے ایک عرصہ تک اس کے Trauma کے اثر میں رہتے ہیں۔ ان میں خدام بھی تھے اور انصار بھی۔ ایسے فرائض کی ادائیگی کے لئے جس میں گزشتہ دن کئی خوش نصیبوں نے جان قربان کی تھی ان کا جوش اور جذبہ دیدنی تھا۔ یہ احساسِ ذمہ داری صرف زندہ قوموں کی علامت ہے اور احمدی خدام وانصار نے اپنے اس وصف کا اس بڑے امتحان میں خوب اظہار کیا۔

بہادر خون کا عطیہ دینے والے:

دارالذکر کے کئی گھنٹوں کے محاصرہ سے رہائی پا کر کئی نوجوانوں نے بجائے اپنے گھروں کو جانے کے اس خیال سے سیدھے ہسپتالوں کا رخ کیا کہ ان کے زخمی بھائیوں کو خون کی ضرورت ہوگی۔ یہی وجہ تھی کہ اسپتالوں میں خون دینے والے خدام کی قطاریں لگ گئیں جو اسپتالوں کے عملہ کے لئے بجا طور پر تعجب کا سبب بنا کیونکہ اس سے پہلے ایسے حادثات میں ہمیشہ TV اور ریڈیو پر عطیہ خون کی اپیلیں کرنی پڑتی ہیں۔

بہادر سجدہ گزار:

'ایک بزرگ اس حالت میں مسلسل سجدہ میں رہے ہیں۔ کوئی پرواہ نہیں کی کہ دائیں بائیں گولیاں آ رہی ہیں'۔

مجموعی بہادرانہ کردار:

ان حملوں کے دوران تمام موجود احمدیوں نے انتہائی صبر وضبط کا مظاہرہ کیا۔ انہیں جو ہدایت دی گئی اس پر عمل کیا۔ کوئی panic نہیں ہوا کوئی بھگدڑ نہیں مچی۔ یہ اطمینان اور سکون مثالی تھا۔ ملک شام سے آئے ہوئے ایک احمدی نے جو اس وقت وہاں موجود تھے بیان کیا: 'ایسا نظارہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کوئی افرا تفری نہیں تھی، کوئی ہراسانی نہیں تھی کوئی خوف نہیں تھا۔ ہر ایک آرام سے اپنے اپنے کام کر رہا تھا۔ اس وقت بھی جب دشمن گولیاں چلا رہے تھے انتظامیہ کی طرف سے جو بھی ہدایت دی جا رہی تھی ان کے مطابق عمل ہو رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ میرے لئے تو ایک ایسی انہونی چیز تھی جس کو میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

چشم تصور سے بھی شاید یہ دیکھنا آسان نہیں کہ کس طرح دارالذکر میں یہ تین چار گھنٹے کٹے ہوں گے۔ یہاں ہر طرف شہید اور زخمی تھے اور کارروائی جاری تھی اور باقی سب بھی ان میں سے ایک امکان سے دوچار ہو سکتے تھے برستی گولیوں اور گرنیڈ کے دھماکوں، فضا میں بارود کی بو، دھماکوں میں ادھڑے فرش، چھتوں کے مڑے تڑے پنکھے، دھوئیں سے جلی سیاہ چھت، خون سے لتھڑی صفیں، حبس اور گرمی ان کا ماحول رہا اس کے باوجود قریب بیٹھنے والے احمدی ایک دوسرے کے لئے جو کر سکتے تھے وہ کرتے رہے۔ زخمی نوجوانوں کو بزرگ اپنی آڑ میں پناہ دیتے رہے۔ نوجوان کم عمر بچوں پر سایہ کئے رہے۔ آستینیں پھاڑ پھاڑ کر پٹیاں باندھی گئیں۔ برستی گولیوں میں صحن سے پانی لا لا کر پلایا گیا۔ جو سول ڈیفنس کے اصول جانتے تھے وہ دوسروں کو خود حفاظتی کے مشورے دیتے رہے۔ اکثر نے گھر والوں کو تسلی کے فون بھی کئے۔ زبانیں اپنے ربّ کے ذکر سے تر رہیں اور آنکھیں امید کی چمک سے روشن۔

جونہی دہشتگرد اغلباً گولیاں ختم ہونے کے بعد واپس گئے یہ سب پُرامن اور بہادر لوگ دامن جھاڑ کر زندگی کی طرف لوٹ آئے۔ پہلے زخمیوں کو اور پھر شہیدوں کی لاشوں کو یکے بعد دیگرے ایمبولینسوں میں سوار کرانے میں جت گئے اور اس سے فارغ ہوئے تو اسپتالوں میں لائنیں لگا کر جا کھڑے ہوئے کہ اپنے زخمی پیاروں کی اپنے خون سے مدد کریں۔ چشمِ فلک نے کب ایسے عجیب لوگ دیکھے ہوں گے۔ ایک غیر از جماعت پولیس افسر کا یہ تبصرہ کہ 'کمال کی جماعت ہے' حقیقت کا محض ایک سطحی اظہار ہے۔

7۔ راضی برضا اہلِ خانہ

ان شہداء کی ایک یہ صفت بھی خوب ظاہر ہوئی کہ انہوں نے اپنے پیچھے ایسے قریبی چھوڑے جو اللہ کی رضا پر راضی، صبر کرنے والے، حوصلہ منداور حالات کا بہادری سے مقابلہ کرنے والے تھے۔

یہ جانے والے ہر عمر کے تھے اور اسی طرح ان کے یہ قریبی بھی زندگی کے ہر دور کے تھے۔ کم سن اور نو عمر بھی اور بچوں والے بچے، جوان العمر بھی اور لمبی رفاقتوں سے محروم ہونے والی بیوائیں بھی، بیٹوں کے لئے آنکھوں میں خواب سجائے اور اپنے فرائض سے سبکدوش مائیں بھی، بیٹوں کو آگے بڑھنے کیلئے سہارے دیئے ہوئے اور خود ان کے سہارے رہنے والے باپ بھی، بھائیوں کی ہر دم ساتھی بھی اور اپنے گھروں میں آباد بہنیں بھی، ہم جھولی بھی اور باپوں جیسے بھائی اور اسی طرح ان کی بیویوں کے ایسے سب قرابت دار بھی۔

ہر فرد رشتوں کی ڈور میں بندھا ہوا ہے۔ ایسے تعلق کا ٹوٹنا سب کو متاثر کرتا ہے اور اگر یہ تعلق اچانک ٹوٹ جائے جیسے یہاں ہوا تو پھر ایسے دکھ میں آنے والی کل کے لئے ارادوں، تمناؤں اور خواہشات کا خون بھی شامل ہو کر اسے دوچند کر دیتا ہے۔ یہ سب محبت کرنے والے، تعلق رکھنے والے اور ایک دوسرے کے ساتھ چلنے والے بھی اس سانحہ سے اسی شدت سے متاثر ہوئے۔ ان کی آنکھیں گریہ ہوئیں اور دل زخمی۔ لیکن ایک فرق کے ساتھ۔ یہ سب ایمان کی برکت سے صبر کی نعمت سے بھی حصہ دیئے گئے تھے۔ اس صبر نے ان کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ ان کے نالے خاموش سسکیوں سے نہ بڑھے، ان کی آنکھیں ضرور بھری رہیں لیکن کوئی بے صبری کا کلمہ، شکوہ اور واویلا زبان پر نہ آیا۔ اپنے وجود کے حصّوں کی جدائی کے اس بڑے غم کو انہوں نے انتہائی بہادری سے اپنے وجود میں سمیٹے رکھا اور صرف اپنے رب کے حضور ہی اس کا اظہار کیا کہ وہ سب قدرتوں والا ہے، وہی دلوں کو سکینت بخشتا ہے اور وہی ٹوٹے کام بناتا ہے، وہی ظالموں اور ناانصافوں کو پکڑنے والا ہے۔

ربوہ میں ان شہداء کی تدفین کے وقت ان کے والد، بھائی اور دوسرے عزیزوں کا صبر سب نے دیکھا۔ اس طرح وہ سب جنہیں ان شہداء کے گھروں میں جانے کا موقع ملا اس مشاہدہ پر متفق ہیں کہ ان گھروں اور ان کے مکینوں پر گویا چھاجوں سکینت برسی ہوئی تھی۔ اور کسی طور لگتا نہ تھا کہ ان بہادر مردوں، عورتوں اور بچوں پر کیا قیامت گزر چکی ہے۔ صبر و رضا سے آراستہ چہرے، گفتگو اور انداز کے ساتھ یہ مومن یقیناً وہ صابرین تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ خوش خبری دینے کی ہدایت فرمائی ہے: ''یہی لوگ ہیں جن پر ان کے ربّ کی طرف سے برکتیں ہیں اور رحمت ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت پانے والے ہیں''۔

اسی درجہ کا صبر دکھانا ان کے خدا سے تعلق کا بھی گواہ تھا کیونکہ اس تعلق کے بغیر یہ صبر ممکن نہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:

'ابتلا کے آنے کے وقت سوائے اس کے کون صبر کر سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کے ساتھ اپنی رضا کو ملائے ہوئے ہو ......جس کو خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق نہیں اس میں مصیبت کی برداشت نہیں'۔ (ملفوضات جلد 5 صفحہ 414)

صبر ورضا کے چند اظہار

اس صبر کے واقعات اتنے ہیں جتنے کہ پسماندگان اور جتنے ہر جدائی پر گزرے شب وروز۔ بطور مثال چند درج ذیل ہیں۔

صابر مائیں:

- 'ایک ماں نے کہا کہ اپنی گود سے جواں سالہ بیٹا خدا کی گود میں رکھ دیا ہے جس کی امانت تھی اس کے سپرد کر دی'۔
- 'ایک ماں کا اٹھارہ سالہ اکلوتا بیٹا تھا باقی لڑکیاں ہیں۔ میڈیکل کالج میں پڑھتا تھا شہید ہو گیا اور انتہائی صبر ورضا کا ماں باپ نے اظہار کا اور کہا کہ ہم بھی جماعت کی خاطر قربان ہونے کے لئے تیار ہیں'۔
- ایک ماں نے کہا مجھے شوق تھا میرے بچے میرا نام روشن کریں اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے کو شہادت دی ہے۔ (انصاراللہ نومبر دسمبر 2010ء صفحہ 62)
- ایک اور ماں نے کہا میرا بیٹا سب بیٹوں سے اچھا اور خوبیوں کا مالک تھا اور واقعتاً اس لائق تھا کہ وہ اللہ کے حضور قربانی کے لئے پیش کیا جائے۔

(انصاراللہ نومبر دسمبر 2010ء صفحہ 62)

ان ماؤں کے اس عظیم کردار پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: 'یہ وہ مائیں ہیں جو حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت میں پیدا کی ہیں قربانیوں کی عظیم مثال ہیں...... اے احمدی ماؤں! اس جذبہ کو اور ان نیک اور پاک جذبات کو اور ان خیالات کو کبھی مرنے نہ دینا۔ جب تک یہ جذبات رہیں گے جب تک یہ پرعزم روحیں رہیں گی کوئی دشمن کبھی جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا'۔

صابر بیویاں: 'باپ کے شہید ہونے کے بعد اس کے بیٹے کو ماں نے اگلے جمعہ مسجد جمعہ پڑھنے کے لئے بھیج دیا کہ وہیں کھڑے ہو کر جمعہ پڑھنا ہے جہاں تمہارا باپ شہید ہوا تھا تا کہ تمہارے ذہن میں یہ رہے کہ تمہارا باپ ایک عظیم مقصد کے لئے شہید ہوا تھا تا کہ تمہیں یہ احساس رہے کہ موت بھی ہمیں اپنے عظیم مقصد کے حصول سے کبھی خوف زدہ نہیں کر سکتی'۔

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ جلسہ سالانہ جرمنی 27 جون 2010)

ایک شہید جو ایک فیکٹری میں گارڈ کے طور پر ملازم تھے ان کی اہلیہ سے مرکز کا وفد تعزیت کے لئے گیا تو ان کی اہلیہ نے اظہارِ تعزیت کے جواب میں جو بات کی وہ اس فکر کا اظہار تھا کہ شہید مرحوم کی چھ سات ایکڑ زمین کی جلد تشخیص کرا دی جائے تا کہ وہ اس کی ادائیگی کر سکیں۔ (انصاراللہ نومبر دسمبر 2010ء صفحہ 62)

صابر بیٹی: ایک شہید کے گھر وفد تعزیت کے لئے گیا جن کی بیوہ کے علاوہ صرف تین بیٹیاں ہیں اور کوئی بیٹا نہیں۔ بیوہ کو تسلّی دیتے ہوئے مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کی آواز بھرّا گئی تو اس وقت شہید کی سب سے چھوٹی بچی جس کی عمر چودہ اور پندرہ سال کے درمیان ہوگی وہ ان کو تسلّی دینے اور یہ یقین دلانے کی کوشش کرنے لگی کہ آپ ہماری فکر نہ کریں ہم خدا کی رضا پر راضی ہی نہیں بلکہ خوش ہیں کہ خدا نے ہمارے ابّا کو یہ موقع عطا فرمایا کہ انہوں نے خدا کی خاطر جان دی اور اس طرح ہمیں بھی معزز بنا دیا۔

(انصاراللہ نومبر دسمبر 2010ء صفحہ 62)

صابر باپ:

ایک دوست نے حضور کو لکھا:

- 'میں نے جنازے کے انتظار میں ایک بزرگ سے پوچھا کے آپ کے کون فوت ہو گئے ہیں۔ فرمایا: میرا بیٹا شہید ہو گیا ہے۔ پھر فرمایا: الحمد للہ خدا کو یہی منظور تھا'۔

'ایک نمازی نے جنازے پر کسی کو مخاطب ہو کر کہا کہ ایک انعام اور ملا کہ شہید باپ کا بیٹا ہوں اور پھر مجھے کہا کہ عزم اور حوصلہ بلند ہیں'۔

- 'اپنے والدین کے اکلوتے اور نوعمر شہید ولید کے دادا اور نانا بھی شہید ہوئے تھے ان کے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا۔ 'میرے والد بھی شہید اور میرا بیٹا بھی شہید ہو گیا۔ میرا بیٹا آگے نکل گیا اور میں پیچھے رہ گیا'۔

(انصاراللہ نومبر دسمبر 2010ء صفحہ 62)

- ایک بزرگ نے راقم کے سامنے اپنے جوان داماد کی شہادت پر یہ عجیب بات کی کہ اللہ نے ہمارے حق میں حضور کی دعائیں سن لیں کہ ہم اپنے اچھے انجام کے لئے دعاؤں کی درخواست کیا کرتے تھے اور اس سے اچھا انجام اور کیا ہوگا؟

صابر بیٹے:

- 'ایک دوست نے کہا کہ میں ربوہ سے گیا تھا ایک نوجوان خادم کے ساتھ مل کر لاشیں اُٹھا رہا تھا تو سب سے آخر میں اس نے میرے ساتھ مل کر ایک لاش اُٹھائی اور ایمبولینس تک پہنچا دی اور کہنے لگا کہ یہ میرے والد صاحب ہیں اور پھر یہ نہیں کہ اس ایمبولینس کے ساتھ چلا گیا بلکہ واپس مسجد میں چلا گیا اور اپنی ڈیوٹی جو اس کے سپرد تھی اس کام میں مصروف ہو گیا'۔
- اپنے والد کی تعزیت کے جواب میں ایک دوست نے کہا۔ 'آپ کیا کہہ رہے ہیں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے شہید کا بیٹا ہوں مجھے مبارکباد دیں'۔

(انصاراللہ نومبر دسمبر 2010ء صفحہ 62)

صابر بھائی: دارالذکر میں ایک دوست کو ماڈل ٹاؤن میں اپنے بھائی کی شہادت کی خبر ملی اور کہا گیا کہ فلاں ہسپتال پہنچ جائیں۔ انہوں نے کہا جانے والا اللہ کے حضور حاضر ہو چکا اب شاید میرے خون کی احمدی بھائیوں کو ضرورت پڑ جائے اس لئے میں تو اب یہیں ٹھہروں گا۔

مجموعی ذکر: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس واقعہ سے اگلے خطبہ جمعہ میں ان صابرین کے اس صبر کا اظہار فرمایا جو ان لوگوں نے اپنے خطوط میں کیا۔ حضور نے میں فرمایا:

'ان کے قریبی عزیز اس مقام کو پا گئے اس شہادت کو پا گئے ان کے خطوط تھے جو مجھے تسلیاں دے رہے تھے اپنے اس عزیز، اپنے بیٹے، اپنے باپ، اپنے بھائی، اپنے خاوند کی شہادت پر اپنے رب کے حضور صبر

اور استقامت کی ایک عظیم داستان رقم کر رہے تھے۔

پھر فون پر ان کی حضور سے جو باتیں ہوئیں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’میں نے ہر گھر میں فون کیا تو بچوں، بیویوں، بھائیوں، ماؤں، اور باپوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی پایا۔ خطوط میں تو جذبات چھپ بھی سکتے ہیں لیکن فون پر ان کی پرعزم آوازوں میں یہ پیغام صاف سنائی دے رہا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو سامنے رکھتے ہوئے مومنین کے ایسے ردِّعمل کا اظہار بغیر کسی تکلف کے کر رہے ہیں کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ ہم پورے ہوش وحواس اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ادراک کرتے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اللہ کی رضا پر خوش ہیں‘۔

8۔ حیرت انگیز اجتماعی ردِّعمل

یہ سانحہ اتنا بڑا تھا اور پہنچایا جانے والا نقصان اتنا زیادہ کہ ظاہر بین مخالف گمان کرتے تھے کہ شاید اس وقت جماعت احمدیہ اپنے بارہ دہائیوں سے قائم صبر و ضبط، تحمل، امن پسندی، عفو و درگزر اور ہر ظلم و زیادتی پر صرف اپنے رب کے حضور جھکنے کی اعلیٰ، غیر معمولی اور حیران کن روایت اور کردار کے برخلاف کوئی ردّعمل ظاہر کرے اور پھر وہ اس کو بہانہ بنا کر مزید من مانی کر سکیں۔ مگر افسوس کہ وہ ابھی تک جماعت کے مزاج شناس نہیں۔ یہ احمدی زمین پر ان کی طرح چلتے پھرتے اور انہی برادریوں اور علاقوں سے متعلق ضرور ہیں لیکن اس فرق کے ساتھ کہ یہ خلافت کے جھنڈے تلے جمع ہونے والے لوگ ہیں اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہو کر ان کے پہاڑ جیسے دل سمندروں کی طرح صبر و ضبط سے بھرے ہوئے ہیں اور اس صبر نے ان میں برداشت کی وہ طاقت پیدا کی ہے کہ وہ بڑے سے بڑے نقصان پر انشراحِ صدر سے یہی کہتے ہیں کہ: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن (البقرۃ:157)۔ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

جماعت نے بحیثیت مجموعی اس بڑے سانحہ پر یہی ردّعمل دکھایا اور سرخرو رہی جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد ہے کہ

’ہم نے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتے ہوئے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن کہا اور اپنے معاملہ خدا پر چھوڑ دیا۔ ہم نے تو اپنا غم اور اپنا دکھ خدا تعالیٰ کے حضور پیش کر دیا ہے اور اس کی رضا پر راضی اور اس کے فیصلہ کے انتظار میں ہیں‘۔

ہاں اس کے ساتھ اس اجتماعی ردّعمل کے تین رُخ اور بھی تھے:

رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ: اس قرآنی ارشاد (فتح:30) کے مطابق مومن ہونے کے ناطے ہر احمدی کا دل دوسرے احمدی کے لئے محبت سے بھرا ہوا ہے۔ یہ سب دل ساتھ ساتھ دھڑکتے ہیں اور ایک کا غم اور درد سب کو غمگین کرتا ہے اور ایک کی خوشی، کامیابی اور ترقی سب کو خوش کرتی ہے۔ یہی محبت ہے کہ بلا کسی گزشتہ جان پہچان کے صرف احمدی ہونے کا تعارف دلوں کو خوشی سے بھر دیتا ہے۔ اتنے بڑے سانحہ پر دنیا بھر میں یہ محبت بھرے دل کس کس طرح تڑپے ہوں گے، آنکھیں بھیگی ہوں گی اور دل روئے ہوں گے؟ اس کا کسی قدر اظہار ان خطوط میں ہوا ہے جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نام لکھے اور جن کا ذکر حضور نے اس سانحہ سے اگلے جمعہ یوں فرمایا:

’گزشتہ ہفتے میں ہزاروں خطوط معمول کے ہزاروں خطوط سے بڑھ کر مجھے ملے اور تمام کا مضمون ایک محور پر مرکوز تھا۔ جن میں لاہور کے شہداء کی عظیم شہادت پر جذبات کا اظہار کیا گیا تھا۔ اپنے احساسات کا اظہار لوگوں نے کیا تھا۔ غم تھا، دکھ تھا، غصہ تھا لیکن فوراً ہی اگلے فقرہ میں وہ غصہ صبر اور دعا میں ڈھل جاتا تھا۔ سب لوگ جو تھے وہ اپنے مسائل بھول گئے۔ یہ خطوط پاکستان سے بھی آرہے ہیں، عرب ممالک سے بھی آرہے ہیں، ہندوستان سے بھی آرہے ہیں، آسٹریلیا اور جزائر سے بھی آرہے ہیں، یورپ سے بھی آرہے ہیں اور امریکہ سے بھی آرہے ہیں، افریقہ سے بھی آرہے ہیں جن میں پاکستانی نژاد احمدیوں کے جذبات ہی نہیں چھلک رہے کہ ان کے ہم قوموں پر ظلم ہوا ہے۔ باہر جو پاکستانی احمدی ہیں ان کے وہاں عزیزوں یا ہم قوموں پر ظلم ہوا ہے۔ بلکہ ہر ملک کا باشندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کی بیعت میں آنے کی توفیق دی۔ یوں تڑپ کر اپنے جذبات کا اظہار کر رہا تھا یا کر رہا ہے۔ جس طرح اس کا کوئی انتہائی قریبی، خونی رشتہ میں پرویا ہوا عزیز اس ظلم کا نشانہ بنا ہے‘۔

اس موقع پر ربوہ سے مرکزی وفد کی لاہور آمد اور طویل قیام کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر بیرونی ممالک سے بھی وفود آئے اور از خود بہت سے احمدی مختلف جگہوں سے وہاں پہنچے اور شہداء کے لواحقین کا غم بانٹنے کے لئے ان کے گھروں میں گئے۔ بہت سے احباب نے ان جانے والوں کے بارہ میں اخبار الفضل میں مضامین لکھے اور اس طرح ان کی یادوں میں تمام جماعت کو شریک کر لیا۔ یہ سلسلہ جاری ہے اور محبت کا دریا مسلسل بہہ رہا ہے۔

دستِ دعا: ان جانے والوں کے غم اور ان کے پسماندگان کے دکھ نے ہر احمدی کے دل کو مضطرب رکھا اور اپنی اپنی توفیق کے مطابق سب اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے اور ان کے لئے خیر کی دعائیں کیں۔ نیم شب کے یہ گریے بھی اس برادرانہ اخوت کا اظہار تھا جو احباب جماعت ایک دوسرے کے لئے رکھتے ہیں۔ ان سب نیک تمناؤں اور التجاؤں پر مستزاد وہ دعائیں ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے خطبات میں ان شہداء اور ان کے لواحقین کے لئے کیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں:

- ’اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے‘۔
- ’خدا تعالیٰ اپنے پیاروں میں ان کو جگہ دے‘۔
- ’اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت اور مغفرت کی چادر میں لپیٹے‘۔
- ’اللہ تعالیٰ ان کی نیکیاں ان کی نسلوں میں بھی جاری رکھے‘۔
- ’اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں اور ان کی نیک خواہشات اپنے بیوی، بچوں اور نسلوں کے لئے قبول فرمائے‘۔

شہادت کے بعد پیدا ہونے والے بچوں کے لئے:

- ’اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو نیک، صالح اور خادمِ دین بنائے اور وہ لمبی عمر پانے والے ہوں‘۔

لواحقین کے لئے:

- ’ان کے بیوی بچوں کا حافظ و ناصر ہو۔ جن کے والدین حیات ہیں انہیں بھی ہمت اور حوصلہ سے یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی نسلوں کے ایمانوں کو بھی مضبوط رکھے۔ آئندہ نسلیں بھی صبر اور استقامت سے یہ سب دین پر قائم رہنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی حفاظت اور پناہ میں رکھے‘۔
- ’اللہ تعالیٰ تمام لواحقین کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ ان کی پریشانیوں، دکھوں اور تکلیفوں کو دور فرمائے اور خود ہی ان کا مداوا کرے۔ انسانی کوشش جتنی بھی ہو اس میں کسر رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو صحیح تسکین کے سامان پیدا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے تسکین کا سامان پیدا فرمائے اور ان کے بہتر حالات کے سامان پیدا فرمائے‘۔

خدمت: محبت کا ایک اظہار خدمت ہے۔ اس خدمت کا جو دریا اس سانحہ کے بعد موجزن ہوا وہ حیرت انگیز تھا۔ تین گھنٹے سے زائد محاصرہ ختم ہوتے ہی خدام نے ایک جوش اور جذبے سے زخمیوں کو سنبھالا۔ شہداء کی لاشوں کو اسپتال روانہ کیا اور پھر خود اسپتال میں خون دینے کے لئے جا پہنچے۔ یہ سب ایک منفرد نظارہ تھا۔ 86 جنازوں کی تیاری اور بیشتر کو ربوہ لے جانے کا انتظام۔ اسپتالوں میں داخل سو سے زیادہ زخمیوں کی دیکھ بھال۔ مساجد کی حفاظت کے لئے اضافی ڈیوٹیاں۔ یہ سب کام یکجا ہو گئے تھے۔ احباب جماعت لاہور نے اس خدمت کا حق ادا کر دیا۔ ماہنامہ انصار اللہ کے شہداء لاہور نمبر میں خدمت کی وہ تفصیل شائع ہوئی ہے جو اس موقع پر لاہور کے احمدیوں نے کی۔ اس میں تمام خدام و انصار کے علاوہ بڑی تعداد میں ڈاکٹرز کی خصوصی مدد کا ذکر ہے اور ایک ناصر کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ آخری مریض کے اسپتال چھوڑنے تک یعنی تقریباً دو ماہ سارا سارا دن ڈیوٹیاں دیتے رہے۔

یہ بے لوث اور ان تھک خدمت محبت کے جذبے کے ساتھ ہی ممکن ہوئی۔

جہاں جماعت احمدیہ لاہور کو خدمت کا یہ موقع ملا وہاں پاکستان اور تمام دنیا کی جماعتوں کو بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے جاری کردہ ''سیدنا بلال فنڈ'' میں عطیات دے کر اس خدمت میں حصہ لینے کی توفیق ملی اور مل رہی ہے۔

9۔ راہِ عمل:

شہادتیں راہِ حق کا لازمہ ہیں۔ جان دینے سے بڑھ کر اور کوئی قربانی نہیں۔ تاہم زندہ رہ کر اس جان کو ہر آن تسلیم و رضا کے ساتھ، نفس کی قربانی دیتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے احکام تلے گزارنا بھی کم نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:

’جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ثابت قدم رہتا ہے اور اس کے لئے ہر دکھ، درد اور مصیبت کو اٹھانے کے لئے مستعد رہتا ہے اور اٹھاتا ہے وہ بھی شہید ہے۔ شہید کا مقام وہ مقام ہے جہاں وہ اللہ تعالیٰ کو گویا دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ہستی اس کی قدرتوں اور تصرفات پر وہ اس طرح ایمان لاتا ہے جیسے کسی چیز کو انسان مشاہدہ کر لیتا ہے۔ جب اس حالت پر انسان پہنچ جاوے پھر اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینا کچھ بھی مشکل نہیں ہوتا بلکہ وہ اس میں راحت اور لذت محسوس کرتا ہے''۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 423)

اور یہی وہ راہِ عمل ہے جس کی طرف حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شہداء کے ذکر میں کئی بار توجہ دلائی ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

’آج ہم میں سے ہر ایک کا کام ہے کہ اپنے عہدِ بیعت کو نبھاتے ہوئے اپنے اندر وہ انقلابِ عظیم پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے مقرب بنیں جو انقلاب زمانے کے منادی ہم میں روحانی طور پر پیدا کرنا چاہتے تھے‘۔

’خدا تعالیٰ کی قربت کے مزید مدارج طے کرنے کی طرف ہر احمدی کو اب مستقل مزاجی سے توجہ کی ضرورت ہے‘۔

’اگر ہم دعاؤں اور استغفار میں اس کا حق ادا کرتے ہوئے جُت گئے اگر ہم نے مسیح محمدی کے ارشادات پر صحیح رنگ میں عمل کیا، وہ تبدیلیاں پیدا کر لیں جو اس زمانے کے امام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی راتوں کو دعاؤں سے سجاتے رہے، استغفار کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور جھکتے رہے تو یہ مخالفتیں اور ظلم جو درحقیقت جماعت کی بنیادوں کو کمزور کرنے کے لئے کی جا رہی ہیں۔ یہ جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتیں‘۔ (خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ جرمنی 27 جون 2010ء)

’آگے بڑھنے والی قومیں صرف احساس پیدا کرنے کو کافی نہیں سمجھتیں۔ بلکہ ان نیکیوں کو جاری رکھنے کے لئے، پیچھے رہ جانے والا ہر فرد جانے والوں کی خواہشات اور قربانیوں کے مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس ہمارا کام ہے اور فرض ہے کہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے ان قربانیوں کا حق ادا کریں‘۔

’ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر احمدی اپنے عہد بیعت کو نبھاتے ہوئے اپنے اندر وہ انقلابِ عظیم پیدا کرنے کی کوشش کرے جو اسے اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دے۔ یہی وہ روحانی انقلاب ہے جو زمانے کے منادی ہم میں پیدا کرنا چاہتے تھے‘۔
(پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ 29 اکتوبر ماہنامہ انصار اللہ نومبر دسمبر 2010ء صفحہ 9)

ہم زندہ قوم ہیں۔ حادثے، سانحے اور شہادتیں ہمارا زادِ راہ ہیں، منزل نہیں۔ منزل وہی مقامِ عبودیت کا حصول ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ سے تعلق اور محبت، اس سے لو لگانا، اس پر تکیہ کرنا، اسی کی طرف دیکھنا اور اس سے مانگنا طریق ہے۔ اس راہ سے کامیابی سے گزر کر ہی ہم اس قابل ہو سکتے ہیں کہ آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں یہ کہہ سکیں کہ ’یقیناً میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا ربّ ہے‘۔ (الانعام:163)

یہ منزل ہمیں پکارتی ہے اور مطالبہ کرتی ہے کہ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

بقیہ: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا دورۂ یورپ ......از صفحہ 16

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر کس طرح انسان کی حالت کو تبدیل کیا ہے اور اسے خدا سے ملایا ہے اور خدا سے اس کا تعلق جوڑا ہے اور بندے کو بندے کے حقوق ادا کرنے سکھائے ہیں۔ ان تمام چیزوں کو دیکھ کر مَیں نے آج بیعت کرنے کا فیصلہ کیا اور اب مَیں بیعت کے بعد احمدیت کا پیغام دوسروں تک پہنچاؤں گا کیونکہ حضور انور نے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے حوالہ سے نصیحت کی تھی کہ جو چیز ہم نے اپنے لئے پسند کی ہے وہ ہم دوسروں کے لئے بھی پسند کریں۔

12 جون 2011ء بروز اتوار بیلجیم سے روانگی، مسجد بیت النصر کولون (جرمنی) میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بج کر بیس منٹ پر مارکی میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

آج پروگرام کے مطابق بیلجیم سے جرمنی روانگی کا پروگرام تھا۔ احباب جماعت مرد و خواتین اور بچے اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے صبح سے ہی مشن ہاؤس کے بیرونی احاطہ میں جمع تھے۔ نو بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور قریباً بیس منٹ تک احباب میں رونق افروز رہے۔ خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بعض احباب سے گفتگو فرمائی۔ ربوہ سے چند نوجوان گزشتہ مہینوں میں بیلجیم پہنچے تھے۔ حضور انور نے اُن سے باری باری اُن کے حالات اور بیلجیم میں قیام کے حوالہ سے دریافت فرمایا۔ سبھی نے اپنے قیام کے حوالہ سے دعا کی درخواست کی کہ خدا تعالیٰ ہماری مشکلات دُور فرمائے اور جو انٹرویوز ہورہے ہیں اُن میں کامیابی عطا فرمائے۔ حضور انور نے انہیں دعائیں دیں اور فرمایا: اللہ فضل فرمائے۔

دس بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا اور پھر قافلہ بیلجیم مشن ہاؤس سے جرمنی کے لئے روانہ ہوا۔ جماعت بیلجیم کی تین گاڑیاں قافلے کے ساتھ تھیں۔ ان میں سے ایک گاڑی قافلے کو Escort کررہی تھی۔ پروگرام کے مطابق بیلجیم سے ساتھ جانے والی ان گاڑیوں نے بیلجیم اور جرمنی کے بارڈر آخن (Aachen) تک ساتھ جانا تھا اور وہاں سے جماعت جرمنی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کرتے ہوئے خوش آمدید کہنا تھا۔

برسلز سے Aachen بارڈر کا فاصلہ 150 کلومیٹر ہے۔ گیارہ بج کر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا قافلہ آخن بارڈر پر پہنچا جہاں مکرم امیر صاحب جرمنی عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، مبلغ انچارج جرمنی مکرم حیدر علی ظفر صاحب، جنرل سیکرٹری محمد الیاس مجوکہ صاحب، نیشنل سیکرٹری امور عامہ مکرم ڈاکٹر طاہر محمود صاحب، مکرم عبداللہ سپراء صاحب، مکرم حافظ عمران صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے اپنی سیکورٹی ٹیم کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا استقبال کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت گاڑی سے باہر تشریف لائے اور ان سب احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا۔ حضور انور نے کچھ دیر کے لئے امیر صاحب جرمنی سے گفتگو فرمائی اور لیفلیٹس کی تقسیم کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ امیر صاحب نے بتایا کہ جو ایک ملین پہلی مرتبہ شائع کئے گئے تھے وہ سب تقسیم ہوچکے ہیں اور اب جو دوسرا نیا لیف لیٹ شائع کیا گیا ہے۔ یہ اس وقت تک نصف ملین کی تعداد میں تقسیم ہوچکا ہے۔

یہاں سے آگے روانگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیلجیم سے یہاں تک ساتھ آنے والے احباب مکرم امیر صاحب بیلجیم حامد محمود شاہ صاحب، مبلغ سلسلہ حافظ احسان سکندر صاحب، میاں اعجاز احمد صاحب (جنرل سیکرٹری)، انور حسین صاحب (سیکرٹری تبلیغ)، محمد احمد ناصر صاحب (سیکرٹری امور عامہ)، فرید یوسف صاحب (سیکرٹری صنعت و تجارت)، ڈاکٹر ادریس احمد صاحب (سیکرٹری تعلیم و تربیت)، عزیز احمد طاہر صاحب (سیکرٹری ضیافت)، افضال توقیر صاحب (سیکرٹری رشتہ ناطہ)، صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بیلجیم اور خدام کی سیکورٹی ٹیم کو شرف مصافحہ سے نوازا۔ قریباً دوپہر پونے بارہ بجے یہاں سے جرمنی کے شہر Koln کے لئے روانگی ہوئی۔ یہاں بارڈر سے کولون کا فاصلہ 86 کلومیٹر ہے۔ جماعت جرمنی کی ایک گاڑی قافلے کو Escort کر رہی تھی اور دوسری گاڑیاں قافلے کے پیچھے تھیں۔

قریباً پون گھنٹہ کے سفر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ''مسجد بیت النصر'' کولون میں ورود مسعود ہوا جہاں کولون اور اردگرد کی جماعتوں سے آئے احباب جماعت نے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ جونہی حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے تو صدر جماعت کولون مکرم طارق محمود صاحب اور مبلغ سلسلہ کولون محمد الیاس منیر صاحب نے آگے بڑھ کر شرف مصافحہ حاصل کیا۔ خوبصورت اور رنگ برنگے لباسوں میں ملبوس بچیاں اپنے ہاتھوں میں جرمنی کا قومی پرچم لئے ہوئے نعتیہ کلام ''علیک الصلوٰۃ علیک السلام'' کورس کی صورت میں پیش کررہی تھیں۔ خواتین شرف زیارت حاصل کررہی تھیں اور مرد و خواتین اپنے ہاتھ بلند کرکے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔

نو تعمیر شدہ منارہ کی نقاب کشائی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کے لئے نئے تعمیر ہونے والے منارہ کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔

مسجد بیت النصر اور جماعت سنٹر کے دو اطراف رہائشی فلیٹس ہیں، ان فلیٹس کے مکین جو سب جرمن تھے اپنی اپنی بالکونیوں میں کھڑے حضور انور کی آمد اور استقبال کا نظارہ دیکھ رہے تھے اور بعض فیملیز تو تصاویر بھی کھینچ رہی تھیں۔ جب تک حضور انور مسجد کے بیرونی احاطہ میں موجود رہے یہ لوگ مسلسل حضور انور کو دیکھتے رہے اور تصاویر بناتے رہے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں ایسا روح پرور نظّارہ پہلی دفعہ دیکھا تھا۔

مسجد و مشن ہاؤس کا معائنہ

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سنٹر کے مختلف حصوں اور اس میں ہونے والی نئی تعمیرات اور تبدیلیوں کا معائنہ فرمایا۔ اس دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کولون کے MTA سٹوڈیو کا بھی افتتاح فرمایا۔ اس موقع پر MTA ٹیم کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت ان سب ممبران کو شرف مصافحہ سے نوازا۔ معائنہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس سنٹر کے بالائی حصہ میں بھی تشریف لے گئے جہاں احباب جماعت کے لئے دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر منتظمین نے بتایا کہ آج چاول وغیرہ پکائے گئے ہیں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت دیگ سے کچھ چاول لئے اور تناول فرمائے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کے لئے مبلغ سلسلہ کولون مکرم محمد الیاس منیر صاحب کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد کے لجنہ ہال میں بھی تشریف لے گئے جہاں خواتین جمع تھیں۔ بچیوں نے دعائیہ نظمیں پیش کیں۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تمام بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ اس پروگرام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے آئے۔

عمارت کے معائنہ کے دوران جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بالائی منزل پر تشریف لے گئے تھے تو کچھ دیر کے لئے بالکونی میں بھی تشریف لے گئے۔ نیچے مسجد کے صحن میں بچیوں کے گروپ کورس کی صورت میں خیر مقدمی دعائیہ گیت اور نظمیں پڑھ رہے تھے۔ حضور انور ازراہ شفقت کچھ دیر کے لئے وہاں کھڑے رہے اور بچیاں نظمیں پیش کرتی رہیں۔

کولون شہر جو دریائے Rhein کے دونوں اطراف واقع ہے، آبادی کے لحاظ سے جرمنی کا چوتھا بڑا شہر ہے اور یورپ کا ایک بڑا تجارتی اور ثقافتی مرکز ہے۔ یہاں پر تیس میوزیم ہیں اور جرمنی کے کئی مشہور ٹی وی چینلز کا مرکز یہاں ہے۔ اس شہر کی سب سے مشہور جگہ چھ سو سال پرانا ایک چرچ ہے جسے Kolner Dom کہا جاتا ہے۔ 157 میٹر اونچائی کے ساتھ یہ یورپ کا دوسرا اور دنیا کا تیسرا بلند ترین چرچ ہے۔

کولون میں جماعت احمدیہ کا قیام 1975ء میں ہوا۔ اپریل 1985ء میں مشن ہاؤس کی یہ عمارت خریدی گئی اور اس سنٹر کا باقاعدہ افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ستمبر 1985ء میں کیا اور اس کا نام ''بیت النصر'' رکھا۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دورہ جرمنی کے دوران 22 اگست 2005ء کو پہلی مرتبہ کولون تشریف لائے۔ حضور انور نے اس جماعتی سنٹر کے وزٹ کے دوران امیر صاحب جرمنی سے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ اِس عمارت کی مسجد کی شکل پر تعمیر نو ہونی چاہئے یا کم از کم کسی اَور جگہ زمین خرید کر ایک باقاعدہ مسجد تعمیر کی جائے۔ اس پر مکرم امیر صاحب جرمنی نے عرض کیا کہ ہم انشاء اللہ حضور انور کی خواہش اور ہدایت کے مطابق اسے مسجد کی شکل دینے کے امکانات کا جائزہ لیں گے اور اس بارہ میں کوشش کریں گے۔

چنانچہ جماعت Koln نے شہر کی انتظامیہ سے اس عمارت کی اوپر والی منزل کو بطور مسجد استعمال کرنے کی اجازت حاصل کی اور ایک مینار کی تعمیر کی بھی اجازت حاصل کی۔ چنانچہ باقاعدہ اجازت ملنے کے بعد اس عمارت کے ایک حصہ کو بطور مسجد تیار کیا گیا اور اس کے بیرونی حصہ میں ایک بلند مینار بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ مینارہ کی تعمیر کی اجازت 31 مئی 2010ء کو حاصل ہوئی۔

مشن ہاؤس کا کُل رقبہ 1600 مربع میٹر ہے۔ مسجد کے دونوں ہالوں میں تقریباً پانچ صد افراد نماز ادا کرسکتے ہیں۔ جو مینار تعمیر کیا گیا ہے اس کی اونچائی بارہ میٹر ہے اور نیچے سے اس کا محیط پونے پانچ میٹر ہے۔ یہ مینار احمدی انجینئرز اور ماہرین نے مل کر خود تیار کیا ہے اور اس کی تعمیر پر کُل پندرہ ہزار یورو خرچ آیا ہے۔ عمارت میں مسجد کے لئے تبدیلی اور مینار کی تعمیر کے لئے مقامی جماعت نے ایک لاکھ پندرہ ہزار یورو کے وعدے پیش کئے جن میں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے 98 ہزار یورو کی ادائیگی ہوچکی ہے۔ تعمیر کا بہت سا کام جماعت کولون نے وقار عمل کے ذریعہ کیا ہے اور اس طرح پچیس ہزار یورو کی بچت کی ہے۔

(باقی آئندہ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''نمازوں میں سستی کی وجہ سے خدا تعالیٰ کا وصال ہاتھ سے جاتا ہے اور اس کی صفات کا علم انسان کو حاصل نہیں ہوتا۔ پس اس کے نتیجہ میں ضلال پیدا ہوتا ہے۔

دعا کی کمی کی وجہ سے ناکامی آتی ہے۔

اتباعِ شہوات سے علم اور دلیل سے رغبت کم ہوکر جہالت میں انہماک پیدا ہوتا ہے۔

اور ان سب چیزوں کے جمع ہونے کی وجہ سے ہلاکت پیدا ہوتی ہے''۔

(تفسیر کبیر سورۃ مریم)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ یہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

محترم مولانا بشیر احمد قمر صاحب

محترم مولانا بشیر احمد قمر صاحب 9/اکتوبر 2008ء کو بعمر 74 سال وفات پاگئے۔آپ مکرم عبدالکریم صاحب آف چارکوٹ (ریاست جموں) کے ہاں یکم مئی 1934ء کو پیدا ہوئے۔میٹرک کے بعد 9/اکتوبر 1950ء کو زندگی وقف کی اور جامعہ سے شاہد کی ڈگری پاس کرنے کے بعد یکم مئی 1958ء کو آپ کی پہلی تقرری ہوئی۔1959ء سے 1975ء تک آپ نے سیالکوٹ، گوجرہ، جڑانوالہ، سرگودھا، اور شیخوپورہ میں بطور مربی سلسلہ خدمات سرانجام دیں۔6/ستمبر 1975ء کو پہلی دفعہ غانا تشریف لے گئے اور تین ادوار میں دعوت الی اللہ کے میدان میں خدمات کی توفیق پانے کے بعد 22/نومبر 1987ء کو ربوہ تشریف لائے۔13/ستمبر 1990ء تا 24/جون 1993ء فجی میں متعین رہے۔پاکستان تشریف لانے کے بعد وقفِ جدید میں بطور استاد خدمات بجا لاتے رہے۔29/اپریل 1999ء ناظر تعلیم القرآن و وقفِ عارضی مقرر کئے گئے اور تاوفات اسی عہدہ جلیلہ پر فائز رہے۔

محترم مولانا صاحب نے 1959ء میں 25 سال کی عمر میں وصیت کی۔آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے، نہایت سادہ مزاج، ہمدرد، کم گو، پردہ پوشی کرنے والے اور قرآن کریم سے بہت محبت رکھنے والے تھے۔آپ کی زبان میں تاثیر تھی اور چھوٹی چھوٹی مثالوں سے بات کو خوب واضح کرتے تھے۔آپ نے قرآن کریم کی محبت احباب کے دلوں میں پیدا کرنے کے لئے کئی مختصر رسائل تصنیف فرمائے تھے۔

آپ نے 3 بیٹے اور 4 بیٹیاں چھوڑیں۔مکرم نصیر احمد قمر صاحب ایڈیشنل وکیل الاشاعت و ایڈیٹر الفضل انٹرنیشنل لندن اور مکرم مظفر احمد قمر صاحب کارکن نظارت علیاء ربوہ آپ کے بیٹے اور مکرم لقمان محمد خان صاحب نائب وکیل المال اوّل آپ کے داماد ہیں۔

* * *

محترم مولانا بشیر احمد قمر صاحب کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے مکرم عبدالرزاق بٹ صاحب مربی سلسلہ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4/جولائی 2009ء میں بیان کرتے ہیں کہ غالباً 1972ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تحریک پر جب خدام پاکستان کے مختلف علاقوں سے سائیکلوں پر سالانہ اجتماع پر تشریف لائے تو اُن میں ایک بزرگ پگڑی والے بھی تھے۔قریب آنے پر معلوم ہوا کہ محترم مولوی بشیر احمد قمر صاحب ہیں اور خدام کے ہمراہ سائیکل پر اپنے حلقہ سے تشریف لائے ہیں۔بعد میں خاکسار کو غانا میں آپ کے قریب رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔میں نے دیکھا کہ آپ خدا کے اُن بندوں میں سے تھے جو بڑی عاجزی سے زمین پر چلتے ہیں، راتیں قیام وسجود میں گزارتے ہیں اور دن ڈرتے ڈرتے بسر کرتے ہیں۔

خلافت اور قرآن مجید کی محبت میں آپ سرشار تھے اور جماعت کے افراد سے رابطے کے وقت گفتگو کا محور صرف یہی دو باتیں ہوا کرتی تھیں۔اور فرمایا کرتے تھے کہ جو مربیان جماعت کی تربیت میں رابطے کے وقت ان دو باتوں کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں اُن کا تربیت کا کام آسان ہو جاتا ہے۔افراد جماعت کی تربیت کے سلسلہ میں فرد یا خاندان سے رابطہ اور تربیت کرنے کا آپ کو اللہ تعالیٰ نے خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔

آپ خدا کے ان بندوں میں سے تھے جن کا دل ہروقت خدا کے گھر میں اٹکا رہتا ہے اور جنہیں ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار رہتا ہے، جو تقویٰ کی باریک راہوں پر چلتے ہیں۔ایک بار آپ نے جامعہ میں طالب علمی کے زمانہ کا ایک عجیب واقعہ سنایا کہ مکرم ابوالحسن قدسی صاحب جامعہ میں آپ کے استاد تھے۔ایک دن آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ مجھے کچھ رقم کی ضرورت ہے۔آج رات فرشتے نے بتایا کہ یہ رقم بشیر احمد قمر سے لے لو۔آپ نے بتایا کہ اگرچہ میرے ظاہری حالات ایسے نہ تھے کہ میرے پاس اتنی رقم ہوتی لیکن یہ عجیب الٰہی تصرف تھا کہ خدا کے فضل سے اس وقت اتنی ہی رقم میرے پاس موجود تھی جو مَیں نے پیش کردی اور چند دن بعد حسب وعدہ آپ نے وہ رقم واپس فرما دی۔

غانا میں ایک دفعہ ایک میٹنگ میں ایک بزرگ نے اس رنگ میں بات کی جس سے میں نے تکلیف محسوس کی۔میری طبیعت میں جوش آیا اور میں کچھ کہنا چاہتا تھا۔آپ میرے ساتھ والی کرسی پر تشریف فرما تھے۔فوراً قرآن کریم کی وہ آیت جس میں حضرت موسیٰؑ حضرت ہارونؑ کو سرزنش کرتے ہیں، نکال کر میرے سامنے کردی۔پڑھ کر بہت لطف آیا۔

ایک دفعہ کشمیر کے تربیتی دورہ میں خاکسار آپ کے ہمراہ تھا۔پندرہ دن کا پروگرام تھا۔مکرم اللہ دتہ صاحب مرحوم آف آرام باڑی ضلع کوٹلی کے ہاں قیام تھا۔مولانا صاحب نے فرمایا دونوں کا ایک جگہ قیام تربیت کے کام کو محدود کردے گا۔آپ چونکہ بیمار ہیں یہاں ہی قیام کریں، مَیں پہاڑ پر دوسرے حلقہ میں قیام کر لیتا ہوں۔یہ مقام (ھیلاں) پہاڑی کے اوپر ہے اور چڑھائی بھی کافی مشکل ہے۔وہاں ایک مخلص احمدی مکرم چوہدری شریف احمد صاحب نے آپ سے عرض کی کہ پہاڑی کے دامن سے پانی لانے کی بڑی مشکل ہے۔دعا کریں اللہ تعالیٰ آسانی پیدا کر دے۔کچھ عرصہ بعد جب خاکسار اُسی علاقہ میں گیا تو دیکھا کہ میزبان نے صحن میں کنواں کھود رکھا ہے۔انہوں نے بتایا کہ ایک دن مکان کی مرمت کے لئے مٹی کی ضرورت تھی، صحن میں سے مٹی کھودنے پر چشمہ جاری ہوگیا۔اب وہاں ایک خوبصورت مہمان خانہ بھی بنوایا ہے اور مسجد کی تعمیر بھی جاری ہے۔

* * *

مکرم طاہر محمود احمد صاحب اپنے مضمون مطبوعہ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 9/دسمبر 2010ء میں بیان کرتے ہیں کہ محترم مولانا بشیر احمد قمر صاحب ہمارے محلّہ دارالنصر غربی ربوہ میں رہائش پذیر تھے۔آپ کی زندگی کے شب و روز سامنے رہتے ہیں۔آپ کا مسجد میں آنا جانا، نرم گفتگو کرنا، شستہ مذاق کرنا، وقتاً فوقتاً دعوت پر بلانا، برائی سے بچنے اور نیکی کی طرف رغبت کی احسن پیرایہ میں نصیحت کرنا، نمازوں کی امامت کرتے ہوئے پُر درد اور دلوں پر اثر کرنے والی تلاوت کرنا، یہ سب آپ کی زندگی کے حسین پہلو تھے۔

آپ کو قرآن کریم سے انتہا درجہ کا عشق تھا۔یہ محبت آپ کے کردار اور گفتار سے مترشح ہوتی تھی۔آپ نمازِ عصر و فجر کے بعد مسجد میں قرآن کریم ناظرہ اور ترجمہ کے ساتھ پڑھایا کرتے تھے۔پڑھانے کا انداز بہت مؤثر اور دلکش تھا۔آیات کی مختصر تفسیر کو تاریخی واقعات سے مزین کرتے۔آپ کو ہمیشہ تڑپ رہتی کہ کسی طرح لوگ مجھ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھالیں۔خاکسار کو آپ کی کتاب ''قرآن کریم کے مشکل الفاظ کے معانی'' کا انگریزی میں ترجمہ کرنے کی توفیق بھی ملی۔

آپ نہایت ہی بےنفس انسان تھے۔آپ کے ملبوسات اور چال ڈھال سے سادگی اور انکساری ہویدا ہوتی۔عیدین اور کبھی عام دنوں میں چھوٹے پیمانہ پر دعوت کا پروگرام بھی کرتے۔چونکہ اکیلے ہوتے تھے اس لئے خود اپنے ہاتھوں سے چیزیں لاکر پیش کرتے۔مہمان نوازی میں نہایت درجہ مسرت محسوس کرتے۔

* * *

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 17/جولائی 2009ء میں محترم مولانا بشیر احمد صاحب قمر کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے مکرم محمد اکرم عمر صاحب مبلغ سلسلہ و کارکن دفتر نظارت تعلیم القرآن اپنے ذاتی مشاہدات کی روشنی میں بیان کرتے ہیں کہ محترم مولوی صاحب دفتر میں آتے ہی کام شروع کر دیتے۔ڈاک چیک کرتے تو ہر خط کو بغور پڑھتے اور اس کے اوپر تبصرہ یا جواب بھی لکھتے جاتے۔اس تیزی کے ساتھ خطوط پڑھتے اور جواب دیتے کہ انتہائی حیرت ہوتی۔بعض جواب اس قدر لمبے لمبے تحریر فرماتے کہ تعجب ہوتا کہ اتنا جلدی کیسے لکھ لیتے ہیں۔ہر رپورٹ اور ہر ایک خط کا جواب دینا پسند کرتے۔بہت ساری ڈاک چند گھنٹوں میں چیک کر کے جوابات اور تبصروں کے ساتھ دفتر والوں کے سپرد کر دیتے اور خود حوالہ جات کی چھان بین اور مزید کتب کی تیاری میں لگ جاتے اور چھٹی تک مسلسل تحریر کے کام میں منہمک رہتے۔اس دوران زائرین اور ملنے والوں کو بھی وقت دیتے اور مختصر جامع الفاظ کے ساتھ نصائح فرماتے۔

آپ اپنے کام سے پوری دیانتداری برتتے۔دفتری اوقات میں مفوضہ جماعتی کام کرنے کو ترجیح دیتے۔کارکنان سے بھی یہی توقع رکھتے کہ ہر کارکن دفتر میں رہے اور متعلقہ شعبہ کا ہی کام کرے اور دوسرے شعبوں کا کام دفتری اوقات میں نہ کرے۔

آپ بروقت کام کرنے کے عادی تھے کسی جگہ تاخیر سے پہنچنے کو پسند نہ فرماتے۔دفتر میں بھی وقت پر پہنچنے کی سعی فرماتے اور وقت کی پابندی کرنے والے کارکنان سے خوش ہوتے۔نظام سلسلہ کی طرف سے آنے والی ہدایات پر خود بھی عمل کرتے اور عملہ سے بھی پابندی کرواتے تھے۔خصوصاً ٹوپی پہننے کی ہدایت پر اس قدر زور دیتے کہ اپنے ایک دو کارکنوں کو ٹوپی خرید کر دی۔اسی طرح داڑھی رکھنے کی بھی خصوصی تاکید کرتے۔طبیعت میں مزاح اور شگفتگی تھی۔دفتر میں شگفتہ باتوں سے عملہ کا دل بہلائے رکھتے اور انہیں ذمہ داریوں کی طرف احسن رنگ میں متوجہ بھی کر دیتے۔

آپ نے کئی کتب مرتب کیں۔حقیقۃ الصلوٰۃ، توبہ و استغفار کی حقیقت، حقیقۃ الدعا، محاسن قرآن کریم، پُرحکمت نصائح، مشکل الفاظ کے معنی (اردو و انگریزی)، انتخاب منظوم کلام، اسماء المہدی، تلاوت قرآن کریم کے آداب وغیرہ۔ملنے کے لئے آنے والوں کو زیادہ تر اپنی کتب کا تحفہ ہی دیا کرتے تھے۔

آپ ایک نہایت دعا گو عبادت گزار بزرگ تھے۔نمازیں مسجد میں ادا کرنے کو ترجیح دیتے۔دفتر سے روانہ ہونے سے قبل نماز ظہر کی سنتیں دفتر ہی میں خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرتے۔جو لوگ انہیں دعاؤں کے خط لکھتے یا دعا کا کہتے تو ہر ایک کو یہ تلقین فرماتے کہ خلیفۂ وقت سے تعلق پیدا کریں اور حضور کو دعا کا خط ضرور لکھیں اور خود بھی دعا کرتے۔

آپ تکلیف کا اظہار نہیں کرتے تھے۔بیماری کے دنوں میں بھی بڑے صبر سے تکلیف برداشت کی۔شلوار قمیص زیب تن کرتے۔دفتر آتے ہوئے یا جمعہ اور تقریبات پر جاتے ہوئے پگڑی اور اچکن بھی استعمال کرتے۔کسی قسم کا تکبر اور ریا نہیں تھا۔سادگی اور انکساری آپ کے وجود سے نمایاں جھلکتی تھی۔

* * *

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 29/جولائی 2009ء میں مکرم قمر احمد عامر صاحب اپنے مضمون میں بیان کرتے ہیں کہ مجھے محترم مولانا بشیر احمد قمر صاحب کے ساتھ بطور کارکن تین سال کام کرنے کا موقع ملا۔آپ کو قرآن کی ایسی محبت تھی کہ ہر وقت قرآن کے حوالہ سے کوئی نہ کوئی کتاب لکھتے رہتے۔کارکنان سے قرآن پڑھنے اور پڑھانے کا کہا کرتے۔چنانچہ آپ کے کہنے پر مَیں نے اپنے محلّہ میں ترجمہ کلاس شروع کی۔وفات سے پہلے قرآن سے متعلق احادیث جمع کرنے کا کام کررہے تھے۔کارکنان کو ٹوپی پہننے کی تاکید بھی کرتے۔کئی لوگ دفتر میں پڑھنے آتے رہتے۔

میری بعض مشکلات کا علم ہونے پر غیرمعمولی مدد کی اور بہت فکر کے ساتھ راہنمائی کرتے رہے۔کبھی غصہ میں نہیں دیکھا۔لطیف مزاح فرماتے۔کتنی بھی تکلیف ہو دفتر ضرور آتے اور چھٹی کبھی نہ کرتے۔اگر کوئی طبیعت کی خرابی کا کہہ کر چھٹی مانگتا تو پوچھتے کہ یہ کونسی بیماری ہے۔وفات سے چند ماہ پہلے آپ کا آپریشن ہوا تو ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق چند دن گھر پر رہے اور پھر دفتر میں بستر لگوالیا تاکہ دفتر ضرور آسکیں۔جماعتی اخراجات کو ہر ممکن بچانے کی کوشش کرتے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 18 ستمبر 2008ء میں مکرم عبدالسلام عارفؔ صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

خلافت جوبلی ہے زندگی تسخیر کر لینا
ہر اک روحانیت کے خواب کی تعبیر کر لینا
لگا کر جان کی بازی خلافت کے لئے ہر دم
رضائے حق تعالیٰ کی کوئی تدبیر کر لینا
خلافت آسماں کا فیض ہے نورِ نبوت ہے
خلافت سے ہی اب وابستہ ہر تقدیر کر لینا
اٹھو کھاؤ قسم دامن خلافت کا نہ چھوڑو گے
اطاعت کی تم اس کے گرد اک زنجیر کر لینا

کسی پر بوجھ بننا پسند نہ کرتے۔کبھی میری گاڑی کو استعمال کرتے تو اصرار کرکے پیٹرول کے پیسے دیتے۔آخری بیماری میں ایک طبّی ٹیسٹ کے لئے آپ کو اسلام آباد بھجوایا گیا تو اُسی روز تکلیف اٹھا کر واپس آگئے کہ مَیں جماعت کی گاڑی کو اتنی دیر نہیں روک سکتا اور نہ ہی گیسٹ ہاؤس مصروف کرنا چاہتا ہوں۔

محترم خان صاحب قاضی محمد رشید صاحب

ماہنامہ ’’احمدیہ گزٹ‘‘ کینیڈا جنوری 2009ء میں محترمہ صالحہ قانتہ بھٹی صاحبہ کے قلم سے اُن کے والد محترم خانصاحب قاضی محمد رشید صاحب کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

خانصاحب قاضی محمد رشید صاحب 3ستمبر 1897ء کو موضع حاجی پورہ ضلع سیالکوٹ میں محترم حکیم مولوی محمد اعظم انصاری صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ چار بھائی اور دو بہنوں میں سب سے بڑے تھے۔محترم مولانا محمد سعید انصاری صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ آپ کے سب سے چھوٹے بھائی تھے۔

آپ نے پرائمری تک تعلیم موضع مُنڈی کرال ضلع گورداسپور میں حاصل کی۔آپ کے والد چونکہ حکیم تھے اور اسی نسبت سے اُن کے حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ سے ذاتی تعلقات تھے اس لئے انہوں نے آپ کو مزید تعلیم کے لئے قادیان بھجوادیا جہاں آپ نے نویں تک تعلیم حاصل کی اور یہیں سے احمدیت آپ کے دل میں رچ بس گئی۔ اُن دنوں حضورؓ نوجوانوں کے لئے بعد نماز عصر درس القرآن دیا کرتے تھے۔آپ کی رہائش چونکہ قریبی گاؤں ڈلّہ میں تھی اس لئے آپ درس میں تو شامل نہ ہوسکتے تاہم خوش قسمتی سے لکھائی خوشخط ہونے کی وجہ سے حضورؓ کے صاحبزادے اور آپ کے کلاس فیلو محترم میاں عبدالحئی صاحبؓ درس کے اپنے نوٹس آپ سے فیئر کروایا کرتے تھے اور اس طرح آپ بھی فائدہ اٹھالیتے۔ 1911ء میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کرلی۔ ذہن بہت زرخیز تھا اور حضرت مسیح موعودؑ کا عربی قصیدہ مکمل حفظ تھا۔

نویں کلاس میں بیمار ہونے کے باعث میٹرک کا امتحان بعد میں پرائیویٹ طور پر پاس کیا۔ پھر محکمہ آرڈیننس میں بھرتی ہوگئے۔ فیروز پور (انڈیا) سے ملازمت کا آغاز کیا اور ترقی کرتے ہوئے سویلین گزٹیڈ افسر کے عہدہ پر ریٹائر ہوئے۔آپ نے 1944ء میں ہی اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کردیا تھا لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے سروس مکمل کرنے کا ارشاد فرمایا۔1945ء میں برٹش گورنمنٹ نے آپ کو ’’خان صاحب‘‘ کا خطاب معہ تمغہ عطا کیا۔اپنی ملازمت کے دوران آپ نے راولپنڈی، کوئٹہ اور پونا (انڈیا) میں بطور امیر جماعت اور نوشہرہ میں بطور نائب امیر خدمات کی توفیق پائی۔حضورؓ نے ایک موقع پر جلسہ سالانہ اور ایک دفعہ خطبہ جمعہ میں ان الفاظ میں اظہار خوشنودی فرمایا کہ:’’راولپنڈی کا امیر ایک نوجوان کلرک ہے لیکن جماعت میں اس کا رعب (اور تعاون) اس قدر ہے کہ اگر وہ جماعت کو کہتا ہے کہ کھڑے ہوجاؤ تو سب کھڑے ہوجاتے ہیں اور جب انہیں کہتا ہے کہ بیٹھ جاؤ تو سب کے سب بیٹھ جاتے ہیں۔امیر ہو تو ایسا ہو۔‘‘

آپ 24دسمبر 1952ء کو نوشہرہ ضلع پشاور سے ریٹائر ہوئے تو ربوہ میں گھر بنوایا اور وکیل المال ثالث تحریک جدید کے طور پر کئی سال تک خدمت کی توفیق پائی۔ آپ 1/3 حصہ کے موصی تھے اور وصیت نمبر 1535 تھا۔ دیگر چندوں میں بھی بھرپور حصہ لیتے تھے۔تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں اپنے ساتھ باقی اہل وعیال، والدین اور ہمشیرہ کو بھی شامل کیا اور تادم آخر ان سب کی طرف سے چندہ ادا کرتے رہے۔تنخواہ ملتی تو پہلے چندہ جات کی رقوم علیحدہ رکھ لیتے۔آپ کی سب سے چھوٹی بیٹی مکرمہ قانتہ شاہدہ صاحبہ (اہلیہ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن) 1944ء میں پیدا ہوئیں تو اُن کی طرف سے بھی دس سال کا چندہ یکمشت ادا کرکے اُنہیں بھی دفتر اوّل میں شامل کرالیا۔

جنگ عظیم دوم کے دوران 1941ء میں آپ خرطوم (سوڈان) میں مقیم تھے تو کسی مخالف نے رپورٹ کردی کہ آپ ایک ایسے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جو حکومت برطانیہ کے خلاف سازشیں کرتا رہتا ہے۔ یہ رپورٹ آپ کے انگریز افسر تک پہنچی تو اُس نے لکھا کہ’’ قاضی محمد رشید میرا ڈیوٹی کلرک ہے۔اس کے متعلق میں اتنا جانتا ہوں کہ میں نے اپنی ساری سروس کے دوران جو میں نے ہندوستان میں کی ہے اس سے زیادہ پکا اور سچا مسلمان نہیں دیکھا‘‘۔

غالبًا 1951ء میں نوشہرہ میں مخالفین نے جماعت کے خلاف ایک جلسہ منعقد کرنے کا پروگرام بنایا اور اشتعال انگیز اشتہارات شہر میں چسپاں کردیئے۔جلسہ سے ایک روز قبل جماعت کے سرکردہ افراد حکام بالا سے بھی ملے مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔شام کو محترم قاضی محمد رشید صاحب نے حالات دیکھ کر جماعت میں اطلاع کروائی کہ جس جگہ مخالفین جلسہ کرنا چاہتے ہیں، آج رات میں وہاں تہجد کی نماز پڑھوں گا۔ اگر دوست جماعت تہجد میں شریک ہونا چاہیں تو رات دو بجے وہاں آجائیں۔چنانچہ قریباً چالیس احباب نے آپ کی معیت میں نماز تہجد نہایت خشوع وخضوع سے ادا کی۔اور اگلے روز صبح ہی حکومت کی طرف سے ہر قسم کے جلسہ جلوس پر پابندی عائد کردی گئی۔

1936ء میں کوئٹہ میں زلزلہ کے بعد حکومت بلوچستان نے تمام محکموں کے نام ایک حکم نامہ بھیجا جس میں تحریر تھا کہ کوئٹہ میں زلزلہ کی وجہ سے جو نقصان ہوا ہے حکومت کو مسلمانوں کے متعلق بہت فکر ہے کیونکہ مسلمانوں کے ہاں شرعی قانون موجود ہے اس لئے تشویش ہے کہ کوئی بے انصافی نہ ہوجائے۔اس لئے کسی بہترین عالم کی ضرورت ہے جو نہ صرف شرعی قانون سے واقف ہو بلکہ حکومت کی اس اہم معاملہ میں صحیح رہنمائی بھی کرسکے۔ اس پر آپ کے کمانڈنگ آفیسر نے آپ کا نام پُرزور سفارش کے ساتھ پیش کیا اور آپ حکومت کی طرف سے اس اہم کام کی انجام دہی کے لئے مقرر کردیئے گئے۔

کوئٹہ میں ایک بار جماعت کے جلسہ سیرۃ النبیؐ میں بہت سے غیراز جماعت پٹھان بھی شریک تھے۔ آپ کی تقریر کا اثر تھا کہ جلسہ ختم ہوا تو پٹھانوں نے انہیں گھیر لیا اور کوئی پاؤں کو چھوتا کوئی گھٹنوں کو چھوتا اور تعویذ کی درخواست کرتا۔تب آپ سمجھاتے کہ ہم تعویذ وغیرہ نہیں دیتے ہم تو صرف دعا کرتے ہیں۔

محترم خانصاحب کی خلافت سے وابستگی کی ایک مثال یہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ جو مولانا نورالحق صاحب (ابوالمنیر) کے رشتہ کے لئے کئی احباب کو تحریک کرچکے تھے لیکن کوئی بات بن نہ سکی۔ اس پر حضورؓ نے آپ کی بیٹی کے ساتھ رشتہ ازخود تجویز فرمایا اور مولوی صاحب سے فرمایا کہ اب میں آپ کے رشتہ کے لئے ایک ایسے شخص کو لکھوں گا جو انکار کرنا نہیں جانتا اور میرے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانا جانتا ہے۔محترم خانصاحب اُس وقت بسلسلہ ملازمت سکندرآباد دکن میں مقیم تھے۔حضورؓ نے آپ کو رشتہ کے بارہ میں لکھا اور پوچھا کہ کیا آپ اس شخص کو جانتے ہیں؟ آپ نے جواباً عرض کیا کہ’’ میں نہ اس شخص کو جانتا ہوں اور نہ ہی مجھے جاننے کی کوئی ضرورت ہے۔ میں تو صرف اپنے مرشد کو جانتا ہوں۔‘‘

حضرت خانصاحب فدائی اور دعاگو بزرگ تھے۔تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ زندگی بھر دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار نہایت متوکل انسان تھے۔حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔والدین کے نہایت فرمانبردار، رشتہ داروں سے صِلہ رحمی کرنے والے اور مہمان نواز تھے۔

حضرت خانصاحب کی شادی حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالویؓ کی بڑی صاحبزادی حضرت امۃ الحمید بیگم صاحبہؓ سے 1919ء میں ہوئی تھی۔انہیں حضرت مسیح موعودؑ کی متبرک لسّی پینے کا اعزاز حاصل تھا۔نیز لوائے احمدیت کے لئے سوت کات کردھاگہ بنانے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ آپ کا نکاح حضرت مصلح موعودؓ نے حج کے روز مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔اللہ تعالیٰ نے اس جوڑے کو دس بچوں سے نوازا۔ان میں سے ایک بچہ صغرسنی میں فوت ہوگیا اور ایک شادی شدہ 21 سالہ بیٹی سوا سال کا بچہ چھوڑ کر داغِ مفارقت دے گئیں۔

حضرت خانصاحب نے بچوں کی تعلیم وتربیت کا خاص خیال رکھا۔گھر میں دینی ماحول دیا۔اعلیٰ تعلیم دلوائی اور آٹھ بچوں کی وصیت اپنی زندگی میں کروائی اور اپنے چھوٹے بیٹے سے کہا کہ جب تمہاری عمر اٹھارہ سال ہوجائے تو پھر تم بھی وصیت کرلینا۔ آپ کہا کرتے تھے کہ ہم جماعت کا بوجھ اُٹھانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں جماعت پر بوجھ ڈالنے کے لئے نہیں۔ آپ کی خواہش تھی کہ آپ کے سب بیٹے واقف زندگی ہوں۔ چنانچہ مکرم مبارک احمد صاحب انصاری سابق پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ، مکرم رفیق احمد ثاقب صاحب سابق پرنسپل فضل عمر احمدیہ سیکنڈری سکول کانو نائیجیریا، مکرم منیر احمد منیب صاحب سابق پرنسپل احمدیہ بشیر ہائی سکول کمپالہ (یوگنڈا) اور مکرم ڈاکٹر لئیق احمد انصاری صاحب آف گیمبیا (حال فضل عمر ہسپتال ربوہ) نے وقف کیا اور چاروں اس وقت بھی خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔اسی طرح آپ کے تین داماد محترم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب، مکرم لطف الرحمٰن شاکر صاحب اور مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب (امام مسجد فضل لندن) بھی واقف زندگی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دل میں حضرت خانصاحب کی ایسی قدر تھی کہ ایک بار فرمایا کہ ان کے گھر کا نام ’’بیت الوفا‘‘ ہونا چاہیے۔

آپ قرآن کریم کے عاشق تھے۔کثرت سے پڑھتے اور پڑھاتے۔ آخر عمر میں چند دوستوں کے ساتھ مل بیٹھ کر قرآن کے معانی پر غور کرتے تھے۔آپ کو علمی ذوق بہت تھا۔اُردو، انگریزی، پنجابی، عربی اور فارسی پر عبور حاصل تھا اور ان زبانوں میں بہت اچھی نظمیں بھی لکھیں۔ایک نظم کے چند اشعار پیش ہیں:

حمد و ثنا اسی کو جو صنعتِ جہاں ہے
صنعت ہے اس کی ظاہر صانع مگر نہاں ہے
ماضی کی تلخیاں سب تو نے بھلا دیں یا ربّ
ان کی بجائے برلب اک میٹھی داستاں ہے
اولاد پہلے دی پھر اولاد نافلہ دی
لبریز قلب میرا از شکر و امتناں ہے
تم سب کو پیارے بچو میری ہے یہ وصیت
اللہ کو یاد رکھنا مسلم کا یہ نشاں ہے
دنیا ہے ایک جیفہ اک مزبلہ کثیفہ
ہاں اک کنیف گندی جو جائے امتحاں ہے
اس سے نہ دل لگانا عقبیٰ کا گھر بنانا
دارالقرار وہ ہے جانا ہمیں جہاں ہے
کرتے رہو عبادت اللہ کی اطاعت
درآیہ مَاخَلَقْتُ... جوغرض اِنس وجاں ہے
کچھ کہہ دیا زباں سے باقی بھرا ہے دل میں
یارب تُو خوب جانے دل کی کہ رازداں ہے

مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ کا بیان ہے کہ غالبًا 1949ء میں بسلسلہ ملازمت مجھے نوشہرہ جانا پڑا۔ جمعہ کا دن آیا تو معلوم ہوا کہ قاضی محمد رشید صاحب کے دولت کدہ پر نماز ادا کی جائے گی۔اس سے پہلے مجھے اُن سے کوئی تعارف نہ تھا۔ خطبہ جمعہ کے لئے جو آپ کھڑے ہوئے تو وضع قطع وخدوخال حرکت وسکون، غرضیکہ ہر جہت سے بزرگی اور تقویٰ کے آثار نمایاں طور پر نظر آئے۔خطبہ کے لئے لب کشائی ہوئی تو ایک ایک لفظ دل میں اُتر تا گیا۔کیا بلحاظ تلفظ اور کیا بلحاظ وسعتِ معانی۔خطبہ کا مضمون بڑا دلنشین اور جامع تھا۔اور میں یہ معلوم کرکے حیران رہ گیا کہ خطیب ہمارے مرکزی علماء میں سے نہیں بلکہ ایک سرکاری محکمہ کے آفیسر تھے۔ لیکن عربی اُردو اور دینیات کا علم اتنا ٹھوس کہ کسی مسئلہ کی وضاحت کے وقت کوئی پہلو تِشنہ نہیں رہنے دیا جاتا۔

25فروری 1966ء بروز جمعہ حضرت خانصاحب نے 69 سال کی عمر میں سرگودھا کے ہسپتال میں وفات پائی۔ جنازہ ربوہ لایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں تدفین عمل میں آئی۔

آپ کی وفات سے ایک رات قبل محترم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب مرحوم نے خواب دیکھا کہ ایک کھلی جگہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا جنازہ حضرت مسیح موعودؑ پڑھا رہے ہیں۔ انہوں نے یہ خواب حضرت علامہ حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوریؓ سے بیان کی تو حضرت حافظ صاحبؓ نے فرمایا کہ آج کسی ایسے شخص کی وفات ہوگی جس کا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی طبیعت سے کچھ رنگ ملتا جلتا ہوگا۔ اسی اثناء میں حضرت خانصاحب کی وفات کی خبر بھی پہنچ گئی تو فرمایا کہ یہ ہے آپ کے خواب کی تعبیر!۔

حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحبؓ نے آپ کا ذکرخیر کرتے ہوئے تحریر فرمایا:’’میری موجودہ بیوی سے جو حضرت قاضی صاحب کی چھوٹی نسبتی بہن ہے۔میری شادی 1930ء میں ہوئی تھی۔اس وقت سے مجھے انہیں قریب سے دیکھنے کا موقع ملتا رہا۔آپ خاموشی سے خدمت دین کرنے والے انسان تھے۔ راہِ خدا میں مال خرچ کرنا ان کا شعار تھا۔تبلیغِ اسلام اپنے دائرہ میں خوب کرتے تھے۔ بہت تقویٰ شعار انسان تھے۔ صِلہ رحمی میں قاضی صاحب ایک نمونہ تھے۔آپ کی زندگی ذکر الٰہی میں گزرتی تھی۔اپنے بچوں اور بچیوں کی تربیت کا بہت اہتمام فرماتے اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ انہیں اس پہلو سے آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل رہی۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

8th July 2011 – 14th July 2011

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 8th July 2011

00:00	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an
00:10	Insight
00:20	Qur'anic Archaeology: a discussion on Islamic culture and archaeology.
01:10	Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 20th November 1997.
02:10	Historic Facts
02:55	Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 22nd June 1995.
04:00	Moshaairah: an evening of pre-recorded poetry.
04:55	Jalsa Salana United Kingdom: an address delivered by Huzoor, on 31st July 2004, from the ladies Jalsa Gah.
06:05	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:35	Historic Facts
07:10	Children's class with Huzoor.
08:15	Siraiki Service
08:55	Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community.
10:30	Indonesian Service
12:00	Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
13:15	Tilawat: recitation of the Holy Qur'an.
13:30	Dars-e-Hadith
13:50	Zinda Log: A documentary about the martyrs of Ahmadiyyat.
14:20	Bengali Service
15:25	Real Talk
16:30	Friday Sermon [R]
18:00	MTA World News
18:30	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: an address deliverd by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 21st October 2007.
19:10	Seerat Sahaba Rasool (saw): A series of Urdu discussion programmes about the companions of the Holy Prophet (saw).
19:30	Yassarnal Qur'an
20:00	Fiqahi Masail
20:35	Friday Sermon
22:00	Insight
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday 9th July 2011

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:30	International Jama'at News
01:00	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 25th November 1997.
02:10	Fiqahi Masail
02:45	Friday Sermon: rec. on 8th July 2011.
04:00	Seerat Sahaba Rasool (saw): A series of Urdu discussion programmes about the companions of the Holy Prophet (saw).
04:25	Rah-e-Huda
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:35	International Jama'at News
07:10	Yassarnal Qur'an
07:30	Jalsa Salana United Kingdom: concluding address delivered by Huzoor, on 1st August 2004.
08:35	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 5th April 1998.
09:30	Friday Sermon [R]
10:45	Indonesian Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25	Zinda Log
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
14:05	Bengali Service
15:05	Children's class with Huzoor.
16:20	Live Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:15	Children's class [R]
19:30	Faith Matters: an English question and answer programme.
20:30	International Jama'at News
21:15	Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Sunday 10th July 2011

00:00	MTA World News
00:15	Friday Sermon: rec. on 8th July 2011.
01:30	Tilawat
01:40	Dars-e-Hadith
02:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 26th November 1997.
03:20	Friday Sermon [R]
04:35	Yassarnal Qur'an
04:55	Faith Matters
06:00	Tilawat
06:10	Dars-e-Hadith
06:20	Children's class with Huzoor.
07:30	Children's Corner
08:05	Faith Matters
09:05	Jalsa Salana Germany: an address delivered by Huzoor, on 21st August 2004, from the ladies Jalsa Gah.
10:10	Indonesian Service.
11:10	Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon, recorded on 20th April 2007.
12:15	Tilawat
12:30	Zinda Log
13:00	Bengali Service
14:00	Friday Sermon [R]
15:15	Children's class [R]
16:30	Faith Matters [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Children's class [R]
19:25	Real Talk
20:30	Children's Corner
21:00	Jalsa Salana Germany [R]
22:10	Friday Sermon [R]
23:25	Ashab-e-Ahmad

Monday 11th July 2011

00:05	MTA World News
00:25	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an
01:00	International Jama'at News
01:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 27th November 1997.
02:50	Food for Thought: a discussion programme.
03:40	Friday Sermon: rec. on 8th July 2011.
04:55	Faith Matters
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	International Jama'at News
07:05	Seerat-un-Nabi (saw)
07:40	Children's class with Huzoor.
08:45	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 4th May 1998.
09:50	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 22nd April 2011.
11:00	Jalsa Salana Speeches
11:50	Tilawat
12:05	International Jama'at News
12:35	Zinda Log
13:10	Bangla Shomprochar
14:10	Friday Sermon: rec. on 30th September 2005.
15:20	Jalsa Salana Speeches [R]
16:20	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 2nd December 1997.
20:30	International Jama'at News
21:05	Children's class [R]
22:10	Jalsa Salana Speeches [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Tuesday 12th July 2011

00:05	MTA World News
00:25	Seerat-un-Nabi (saw)
00:50	Tilawat
01:00	Insight
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 2nd December 1997.
02:35	Seerat-un-Nabi (saw)
03:00	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 4th May 1998.
04:10	Khilafat Day Seminar
04:55	Jalsa Salana Germany: concluding address delivered by Huzoor, on 22nd August 2004.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:35	Insight
07:20	Yassarnal Qur'an
07:55	Children's class with Huzoor.
08:55	Question and Answer Session: rec. on 18th April 1998. Part 1.
10:05	Indonesian Service
11:10	Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon, delivered on 27th August 2010.
12:10	Tilawat
12:20	Zinda Log
12:50	Insight
13:10	Bangla Shomprochar
14:15	Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 4th November 2007.
14:50	Yassarnal Qur'an
15:25	Historic Facts
16:25	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Beacon of Truth: an English talk-show on various matters relating to Islam.
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 8th July 2010.
20:35	Insight
21:00	Children's class [R]
22:15	Lajna Imaillah UK Ijtema [R]
23:05	Real Talk

Wednesday 13th July 2011

00:10	MTA World News
00:25	Tilawat
00:35	Dars-e-Malfoozat
01:00	Yassarnal Qur'an
01:35	Liqa Ma'al Arab: Recorded on 3rd December 1997.
02:35	Learning Arabic
03:15	Food for Thought: an English discussion.
03:55	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 18th April 1998. Part 1.
05:05	Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 4th November 2007.
06:05	Tilawat
06:25	Dars-e-Hadith
06:45	Yassarnal Qur'an
07:05	Masih Hindustan Main
07:50	Children's class with Huzoor.
08:55	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 15th March 1998.
09:50	Indonesian Service
10:55	Swahili Service
12:05	Tilawat
12:20	Dars-e-Hadith
12:40	Zinda Log
13:15	Friday Sermon: rec. on 14th October 2005.
14:05	Bangla Shomprochar
15:25	Dua-e-Mustaja'ab
16:00	Fiq'ahi Masa'il
16:45	Dars-e-Hadith [R]
17:20	Australian Flora & Fauna
18:00	MTA World News
18:20	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: an address deliverd by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 5th September 2004.
19:05	Dua-e-Mustaja'ab [R]
19:25	Real Talk
20:30	Yassarnal Qur'an [R]
20:50	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:30	Children's class [R]
22:45	Friday Sermon [R]

Thursday 14th July 2011

00:00	MTA World News
00:10	Tilawat
00:35	Dars-e- Hadith
00:45	Masih Hindustan Main: A discussion on the books of the Promised Messiah (as).
01:05	Liqa Ma'al Arab: recorded on 9th December 1997.
02:30	Fiqahi Masail
03:00	MTA World News
03:20	Masih Hindustan Main [R]
04:10	Friday Sermon: rec. on 14th October 2005.
05:05	Jalsa Salana Switzerland: an address delivered by Huzoor, on 4th September 2004, from the ladies Jalsa Gah.
06:00	Tilawat
06:25	Children's class with Huzoor.
07:30	Yassarnal Qur'an
08:05	Faith Matters
09:10	Qur'anic Archaeology: a discussion on Islamic culture and archaeology.
10:00	Indonesian Service
11:10	Pushto Service
12:00	Tilawat
12:20	Zinda Log
13:00	Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 8th July 2010.
14:05	Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 28th June 1995.
15:30	Moshaa'irah
16:25	Dars-e- Malfoozat
16:35	Yassarnal Qur'an [R]
16:55	Faith Matters
18:00	MTA World News
18:20	Jalsa Salana Switzerland: concluding address delivered by Huzoor, on 5th September 2004.
19:25	Qur'anic Archaeology
20:05	Faith Matters [R]
21:05	Children's class [R]
22:10	Tarjamatul Qur'an class [R]
23:15	Moshaairah [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 | Friday 01 July , 2011 | Issue No. 26

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ یورپ۔ جون 2011ء

بیلجیم میں اجتماعی بیعت کی بابرکت اور ایمان افروز تقریب

حضور انور سے ملاقات اور حضور کی نصائح نے میری سوچ کو تبدیل کر دیا۔ میں نے میٹنگ کے دوران ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ آج مَیں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو جاؤں گا۔ حضور انور کی نصائح کو سن کر میری کایا پلٹ گئی ہے۔ مَیں نے آج بیعت کرنے کا فیصلہ کیا اور اب مَیں احمدیت کا پیغام دوسروں کو پہنچاؤں گا۔ (بیعت کرنے والے نو احمدیوں کے تأثرات)

بیلجیم سے روانگی، مسجد بیت النصر کولون (جرمنی) میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال۔ مسجد اور مشن ہاؤس کا معائنہ۔ نوتعمیر شدہ منارہ کی نقاب کشائی

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بیلجیم اور جرمنی میں مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر

11/جون بروز ہفتہ 2011ء

اجتماعی بیعت کی بابرکت اور ایمان افروز تقریب

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شام نو بج کر پچپن منٹ پر مسجد بیت السلام (برسلز۔ بیلجیم) کے بیرونی احاطہ میں لگائی گئی مارکی میں اجتماعی بیعت کے لئے تشریف لائے۔ سابقہ پروگرام کے مطابق صرف دو بیعتیں ہونی تھیں لیکن آج نومبائعین کی اس مجلس میں موجود زیر تبلیغ افراد میں آٹھ احباب مرد و خواتین نے بیعت کا فیصلہ کر لیا۔ اس طرح آج دس نئی بیعتیں ہوئیں۔ اس کے علاوہ گزشتہ چند ماہ میں احمدیت قبول کرنے والے آٹھ عرب دوستوں نے بھی پہلی مرتبہ حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔

آج نومبائعین کی اس میٹنگ کے دوران آٹھ زیر تبلیغ احباب کا بیعت کرنے کا فیصلہ کرنا بھی خدا تعالیٰ کی ایک خاص تقدیر کے تحت تھا۔ میٹنگ کے دوران مبلغ سلسلہ بیلجیم نے حضور انور سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے ذکر کیا تھا کہ ہمارا امسال کی بیعتوں کا ہدف پچاس ہے۔ اس وقت تک ہم اکتالیس بیعتیں حاصل کر چکے ہیں اور دو مزید بیعتیں آج ہو رہی ہیں۔ حضور انور دعا کریں کہ ہم جلسہ یوکے سے قبل اپنا ہدف پورا کر لیں۔ تو اس پر حضور انور نے فرمایا تھا کہ آپ کا ہدف تو انشاء اللہ پورا ہو جائے گا۔ یہاں زیر تبلیغ دوست بھی ہیں ان میں سے بھی بیعتیں ہو جائیں گی۔ آپ اس کو دوگنا کرنے کا سوچیں۔ ہر نومبائع اگر ایک ایک ٹارگٹ بنا لے تو پچاس کیا سو تک پہنچ سکتے ہیں۔

ان آٹھ زیر تبلیغ افراد کا بیعت کرنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اُس دعا ہی کا نتیجہ تھا کہ ’’یہاں زیر تبلیغ دوست بھی ہیں ان میں سے بھی بیعتیں ہو جائیں گی‘‘۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے یہ بات اُسی وقت پوری کر دی اور ان کا پچاس کا ہدف نہ صرف پورا ہوا بلکہ تعداد آگے بڑھ گئی۔ الحمد للہ۔

اجتماعی بیعت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

بیعت کی تقریب کے بعد پروگرام کے مطابق مکرم حافظ احسان سکندر صاحب مبلغ سلسلہ بیلجیم نے محمد اسماعیل خان صاحب صدر خدام الاحمدیہ بیلجیم کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ موصوف کا نکاح عزیزہ زرماشیہ بنت تنویر احمد منیر صاحب کے ساتھ ہوا ہے۔ اعلان نکاح کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

بعد ازاں دس بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائی۔ اپنے پیارے آقا کی اقتداء میں ایک ہزار کے لگ بھگ مرد و خواتین نے نمازیں ادا کرنے کی سعادت پائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج بیعت کرنے والے ایک دوست یوئی محمد صاحب (جن کا تعلق مراکش سے ہے) نے بیعت کرنے کے بعد بیان کیا کہ مَیں نے احمدیت کے بارہ میں جیسا سنا تھا ویسے ہی اُسے پایا۔ حضور انور سے ملاقات اور حضور کی نصائح نے میری سوچ کو تبدیل کر دیا ہے۔ میں نے میٹنگ کے دوران ہی یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ آج مَیں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو جاؤں گا اور یہ بات میرے دل میں آئی کہ اگر مَیں نے سب سچائی معلوم ہونے پر بھی بیعت نہ کی تو میں خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کروں گا اور اگر اس حالت میں میری وفات ہو گئی تو وہ جہالت کی موت ہو گی۔ جماعت کا آپس میں پیار و محبت دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی سچی جماعت ہے۔

مراکش کے ایک اَور بیعت کرنے والے دوست عبدالرحمٰن صاحب نے بتایا کہ حضور انور سے ملاقات کے بعد مَیں نے محسوس کیا کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا تحفہ اور انعام ہے۔ خلیفۃ المسیح کو دیکھنے اور ملاقات کا موقعہ ملا ہے۔ آج حضور انور کی نصائح کو سن کر میری کایا پلٹ گئی ہے۔ حضور انور نے فرمایا تھا کہ

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں